TQ–Lesson 203 Surah Qassass Ayat 68-88 tafseer2

کیا فرمایا؟

آیت نمبر 76- إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ

ترجمہ۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک شخص تھا، پھر وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش ہو گیا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقت ور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اُٹھا سکتی تھی ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اُس سے کہا "پھول نہ جا، اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ. فرمایا کہ بے شک قارون تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے **فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ** پھر وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش ہو گیا پھر اس نے اپنی قوم کے خلاف بغاوت کی **ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ** اور ہم نے دیئے اس کو خزانوں میں سے اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے **مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ** کہ اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں جو ہم نے اس کو خزانے دے رکھے تھے **إِنَّ مَفَاتِحَهُ** کہ بے شک ان خزانوں کی جو کنجیاں تھی **لَتَنُوءُ** مُشکِل سے اُٹھا سکتی تھیں **بِالْعُصْبَةِ** ایک جماعت **أُولِي الْقُوَّةِ** اور جماعت بھی ایسی جو طاقتور لوگوں کی تھی جو کہ بڑی مضبوط جماعت تھی **إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ** ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا **لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ** پھول نہ جا اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا تو آپ دیکھ لیجئے کہ پچھلی آیتوں میں آپ نے جو بات پڑھی ہے آیت نمبر 60 میں **وَمَآ أُوتِيتُم مِّن شَىْءٍ فَمَتَٰعُ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا عِندَ ٱللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰٓ أَفَلَا تَعْقِلُونَ** کہ دنیا کی زندگی کا جو ساز و سامان ہے اور اس کی جو زینت ہے وہ سب کچھ اللہ کے پاس ہے اور اگر کسی کو دنیا میں مل بھی جائے تو دنیا عارضی ہے اس کو فنا ہے جو اللہ کے پاس کسی کو ملے گا وہ ہمیشہ رہنے والا ہے تو اب یہاں پر اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے قارون کا ذکر کیا ہے تو پیچھے جو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر پڑھا تھا وہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل اور فرعون سے بات تھی اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم میں سے ایک شخص کا ذکر ہو رہا ہے اور اس شخص کا نام کیا تھا قارون اور تورات کی کتاب میں جو اس کا نام ملتا ہے کہ اس کا نام تھا **قورح** اور اس کے نسب نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے خاندان میں سے تھا۔ رشتے میں بعض کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے چچا کا لڑکا تھا بعض کہتے ہیں کہ یہ آپ کا خالہ زاد بھائی تھا بہرحال اس کا نام بائیبل اور تلمود میں **قورح** ملتا ہے اور اس کے بارے میں جو پتہ چلتا ہے وہ یہ کہ یہ بہت زیادہ امیر انسان تھا بہت امیر کبیر تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو یوسف علیہ السلام کے خزانوں میں سے ایک عظیم الشان مدفون خزانہ مل گیا تھا اور دوسری اہم بات اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کو تورات حفظ تھی تورات اس کو یاد تھی اور تورات کی یہ تلاوت کرتا رہتا تھا تورات کا یہ گویا کہ حافظ تھا اور امیر بہت زیادہ تھا اس کے پاس بہت زیادہ خزانے تھے کہ ان کی چابیاں قوی ہیکل مردوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھاتی تھی اور اب آپ دیکھیں کہ اس کے پاس اتنے خزانے تھے اس کا اندازہ ہمیں قرآن کی اس بات سے بھی تو ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت یہ بات بتا رہے ہیں کہ یہ نہیں کہ خزانوں کو آدمیوں کی جماعت اٹھاتی تھی بلکہ کہا کہ خزانوں کی چابیوں کو اگر ایک قوی ہیکل جماعت بھی اٹھائے تو وہ اس کے بوجھ سے جھک

جائے اب آپ دیکھیں کہ خزانے بھاری ہوتے ہیں چابیاں تو بھاری نہیں ہوتی نا لیکن یہاں پر بتایا گیا جا رہا ہے کہ گویا کہ وہ بہت امیر تھا اور اس کے بارے میں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوگوں میں سے تھا یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا لیکن یہ ناراض ہو گیا کہنے لگا کہ میں اتنا امیر ہوں ،میں اتنا دولت مند ہوں تو مجھے کیوں نہیں کوئی مرتبہ اور مقام ملا پیغمبری حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مل گئی پھر آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو مل گئی اور میں بھی اتنا دولت مند اور اتنا مرتبے والا مجھے کچھ کیوں نہیں ملا تو اس وجہ سے ناراض ہو کر فرعون کے ساتھیوں میں شامل ہو گیا اور خوبصورت بھی بہت تھا دولت مند بھی تھا اور آپ دیکھیں کہ علم بھی اس کے پاس اتنا زیادہ تھا تو اب اس کا ذکر یہاں پر اللہ رب العزت کرتے ہیں اور کیا بتا رہے ہیں مثال کے ذریعے اہل مکہ کو ایک بات سمجھا رہے ہیں کیونکہ اہل مکہ بھی اس بات پر ناراض ہو گئے تھے کہ سرداری ہمیں کیوں نہیں ملی مکہ کے سرداروں میں سے کسی کو یا طائف کے سرداروں میں سے کسی کو کیوں نہیں ملی اور دوسری بات کیا تھی کہ وہ اپنی دولت کے نشے میں مست تھے اس پر اتراتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیفیں دیتے تھے آپ کا انکار کرتے تھے قرآن مجید کا مذاق اڑاتے تھے تو جیسے آپ کو یہ بات بھی پتہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نےایک دفعہ یہ بات کہی تھی کہ دونوں بستیوں والوں میں سے کسی بڑے آدمی کو اللہ تعالیٰ نے نبی کیوں نہیں بنایا تو آیت 68 میں اللہ تعالیٰ نے کہا **وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ** جس کو چاہے اللہ چن لے جس کو چاہے پیغمبر بنائے جس کو چاہے عام انسان بنائے جس کو چاہے پیدا ہی نہ کرے جس کو چاہے فرشتہ بنا دے تو اب اللہ تعالیٰ بڑی خوبصورت مثال بنی اسرائیل میں سے دیتے ہیں اور کہتے ہیں **إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ** تو پہلی بات ہمیں کیا پتہ چلتی ہے کہ یہ جو واقعہ ہے یہ قارون کا ہے اور قارون کی قوم **كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ** تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے قارون تعلق رکھتا تھا گویا کہ بنی اسرائیل میں سے پھر قارون نے کیا کیا اپنی قوم کے خلاف سرکشی کی اپنی قوم کے خلاف سرکش ہو گیا اب دیکھئے سورت المومن آیت 23اور 24 میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَا وَسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ** (23) **إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ وَقَٰرُونَ فَقَالُوا۟ سَٰحِرٌ كَذَّابٌ** اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا اور اپنی کھلی دلائل کے ساتھ تو کن لوگوں کے پاس بھیجا تھا ایک فرعون دوسرا ہامان اور تیسرا قارون کی طرف بھی بھیجا تھا کیوں انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ ایک جادوگر ہے سخت جھوٹا اب آپ دیکھیں کہ اس کی بغاوت کیا تھی ؟ کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہنے لگا یہ جادوگر ہیں اور پھر ساتھ ہی کیا کہا کذاب یہ جھوٹوں میں سے ہیں تو دولت کا نشہ جب کسی انسان پر طاری ہو جاتا ہے تو وہ دولت کی بنا پر گھمنڈ کرتا ہے تکبر کرتا ہے اور پھر وہ کیا کرتا ہے اللہ کا انکار کرتا ہے جیسے کہ شیطان نے کیا(ابلیس نے کیا)جیسے سامری بھی کون تھا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا اب یہاں پر ذکر ہو رہا ہے قارون کا اور اس نے کیا کیا؟ کہ اس نے بغاوت کی **عَلَيْهِمْ** ان کے خلاف تو **عَلَيْهِمْ** کی ضمیر کس کے لئے آئی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اور پھر بنی اسرائیل کے بھی خلاف گویا کہ وہ ایمان لانے والے لوگوں میں سے تھا لیکن ایمان لانے کے بعد اس نے کیا کیا اس نے بغاوت اختیار کر لی اور بغاوت کے ایک معنی ہوتے ہیں ظلم کرنا اور کیسے اس نے ظلم کیا یہاں پر ذکر ہو رہا ہے کہ وہ قارون تھا اور اس نے بغاوت کی یعنی مال و دولت کے نشے میں دوسروں پر ظلم کرنا شروع کر دیا بعض اوقات مالدار لوگ ظلم کرنے لگتے ہیں پھر اسی طرح دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ تکبر کیا کہ مال و دولت کے نشے میں بنی اسرائیل پر تکبر کرنا شروع کیا کہا کہ وہ تو حقیر اور ذلیل ہیں اور فرعون کے ساتھ مل گیا جا کر **فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ** اس کے ایک معنی اور بھی بتائے جاتے ہیں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور یحییٰ بن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قارون

سرمایہ دار آدمی تھا فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کی نگرانی پر مامور تھا اس امارت کے عہدے میں اس نے بنی اسرائیل کو ستایا اب آپ دیکھیں کہ فرعون نے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کی نگرانی کرو اپنی قوم میں سے جو اپنے گھر والوں کی نگرانی کرے گا تو کتنی سخت کرے گا اس طرح تازہ خبریں جا کر فرعون کو بتاتا تھا تو یہ ہے **فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ** کہ اس نے اپنی قوم پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کیا کیا ؟ کہ ان کے خلاف اس نے بغاوت کی، اس نے ان کو ستایا اس نے ان پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا تو ظلم و ستم یہ ہوتا ہے کہ انسان مال و دولت کے نشے کی وجہ سے دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے ۖ **وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ** اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں اور ہم نے دیا تھا اس کو خزانوں میں سے ہم نے اس کو عطا کیا تھا۔ خزانے اس کے پاس کہاں سے آئے؟ ہم نے اس کو دیئے تھے کنز کی جمع **كُنُوزِ** اور کونسے خزانے کو کہتے ہیں جو محفوظ ہو ،جو چھپا ہوا خزانہ ہو اس کو کہتے ہیں کنز مدفون خزانہ اور کہتے ہیں کہ وہ خزانہ بھی کنز ہے جس کی زکوۃ نہ دی گئی ہو وہ خزانہ جو بچا کے چھپا کے ہی رکھ دیا گیا ہے تو اس کی زکوۃ کہاں دی جائے گی حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ چونکہ اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کا عظیم الشان خزانہ مل گیا تھا اور وہ زکوۃ بھی نہیں دیتا تھا اور اس کے بارے میں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ یہ بہت زیادہ امیر تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم زکوۃ ادا کرو تو اس نے زکوۃ ادا کرنے کا انکار کیا کہ میں نہیں زکوۃ دیتا اب پیچھے بھی ایک واقعہ پڑھ چکیں ہیں سورت التوبہ میں بھی کہ کچھ لوگ ہیں جو اللہ سے کہتے ہیں کہ اے اللہ تُو ہمیں دے اور تو جب ہمیں دے گا تو تیرے راستے میں ہم خوب دیں گے اور جب اللہ دیتا ہے تو پھر وہ انکار کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو اب یہ بھی کیا تھا کہ دولت اس کے پاس بہت تھی اور دولت میں سے زکوۃ نہیں نکالتا تھا ۖ **وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ** اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے یہاں "**ما**" کس کے لئے ہے خزانوں کے لئے کہ **إِنَّ مَفَاتِحَهُ** کہ ان کی چابیاں **مَفَاتِحَهُ** کیا ہے ؟کنجیوں کو کہتے ہیں اور آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ **مَفَاتِحَهُ** کا روٹ کیا ہے **(ف ت ح)** جیسے کسی کے لئے ایک راستہ کھول دینا تو اسی طرح یہ لفظ جو استعمال کیا جاتا ہے **مَفَاتِحَهُ** کےمعنی ہیں چابیاں کہ اس کی جو چابیاں تھی خزانوں کی چابیاں **لَتَنُوءُ** مشکل سے اٹھائی جاتی تھی اب آپ دیکھیں کہ **تَنُوءُ** کے معنی صرف اٹھانے کے نہیں ہوتے اتنا بوجھ کہ جس کی وجہ سے کوئی جھک جائے، تھکنے لگے اتنا بوجھ کہ وہ جو اٹھائے تو اس کو بھاری لگے **إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ** کہ اس کی چابیاں اٹھاتی تھی کون اٹھاتا تھا **بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ** تھی ایک جماعت۔ ان کی چابیاں ایک جماعت اٹھاتی تھی عصبہ کہتے ہیں طاقتور لوگوں کی ایک جماعت جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے آپ کو عصبہ کہا تھا ان کے قد بھی لمبے مضبوط طاقتور اور قبائلی لوگ تبھی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے ولد حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا کہ جب تم مصر میں داخل ہو تو الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا کہ لمبے قد مضبوط طاقتور لوگوں کو دیکھ کر کوئی یہ نہ کہے کہ ہم پر کوئی حملہ کرنے آگیا تو یہاں بھی کیا ہے کہ **بِالْعُصْبَةِ** ایک عصبہ اور عصبہ بھی کیسا **أُولِي الْقُوَّةِ** اور **قُوَّةِ** کے معنی کیا ہیں ایک اس کے معنی ہیں کہ طاقت والے ، طاقت ان کے اندر خوب پائی جاتی تھی یہ طاقتور لوگ اور دوسرے اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ لوگ بڑے مضبوط جسم والے تھے یعنی گویا کہ لمبے قد اور مضبوط جسم طاقت قوت میں بڑے نمایاں لوگ تو ان کی جو چابیاں تھی ان کے خزانوں کی وہ اتنی بھاری تھیں کہ ایک طاقتور جماعت جب ان کو اٹھاتی تھی تو وہ لڑھک لڑھک جاتی تھی کبھی ادھر ہوتی تھی کبھی ادھر جیسے آپ کبھی کوئی moving کر رہی ہیں گھر میں کوئی مرد نہیں ہے آپ بڑا سا کوئی سامان اٹھا لیں تو اٹھاہی نہ سکیں تو کبھی ادھر کو جھکیں اور ادھر کو جھکیں یہ اس کے معنی ہیں کہ چابیوں کے بوجھ کی وجہ سے ایک طاقتور جماعت بھی اس کو اٹھاتے ہوئے دقت اور گرانی محسوس کرتی تھی اس کو بڑی ہی مشکل

محسوس ہوتی تھی مثلا آپ دیکھیں کہ عرب میں جب کسی کی بھاری بھاری دیگوں کا ذکر کیا جائے تو گویا کہ بڑے فیاض لوگ تھے اور اگر اسی طرح کسی کی بھاری بھاری چابیوں کا موٹی موٹی چابیوں کا ذکر کیا جائے تو گویا کہ بڑے سرمایہ دار تھے کسی کی امارت کا ذکر کرنے کے لئے اس کی چابیوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس کی اتنی چابیوں کا گچھا اور کوئی چابیوں جتنا ہی کھڑکھڑاتا ہوا اور لڑکھڑاتا ہوا جاتا ہے تو لگتا ہے کہ گویا کہ بڑا ہی کوئی امیر زادہ ، سرمایہ دار ہے تو یہاں پر جو بات بتائی جارہی ہے یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے حقیقت حال کا بیان ہے کہ اُس زمانے میں خزانوں کی حفاظت کے لئے آج کل کی جیسے ہماری الماریاں ہوتی ہیں جیسے تجوریاں ہوتی ہیں جن کو تالا لگا دیا جاتا ہے ایسے تھوڑی تھے بلکہ کیا تھا کہ زمین کے اندر وہ اپنے خزانوں کو چھپاتے تھے زمین دوز راستے بناتے تھے محفوظ کرنے کے لئے بھاری بھاری پھاٹک اور دروازے بھی لوہے کے جیسے آپ نے کھل جا سم سم اور بند ہو جا سم سم علی بابا چالیس چور کی کہانی بھی پڑھی ہوگی تو بہرحال اس کا مطلب کیا ہے کہ گویا کہ وہ بہت ہی امیر شخص تھا غیر معمولی دولت کا مالک تھا بائیبل سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں اٹھانے کے لئے 300 خچر درکار ہوتے تھے بہرحال 300 تھے یا جتنے بھی اصل بات کیا ہے کہ وہ اپنے وقت کا بڑا ہی دولت مند تھا **إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ** ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا **لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ** پھول نہ جا اللّٰہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر **(ف ر ح)** استعمال کیا گیا ہے اور **(ف ر ح)** کے معنی کیا ہوتے ہیں اترانا، خوش ہونا اچھا یہ جو لفظ ہے اترانا یہ **فرح** خوشی کے لئے بھی آتا ہے آپ نے سورت یونس میں یہ بات پڑھی تھی کہ انسان دنیا میں جو کچھ بھی جمع کرتا ہے تو اگر وہ قرآن کو جمع کرتا ہے **فَلْيَفْرَحُوا** تو قرآن کے جمع کرنے پر اس کو خوشی منانی چاہئے **فرح** کے ایک معنی کیا ہیں کہ اللّٰہ کی نعمتیں جب ملیں تو کسی نعمت پر دل جو ہے اللّٰہ کا شکر ادا کرے۔ **قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ** (58- سورت یونس) لیکن یہاں پر **فرحَ** کا لفظ جو استعمال ہوا ہے یہ اللّٰہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے اترانے کے لئے ہے پھولنے کے لئے ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا تو یہاں پر یہ لفظ استعمال ہوا ہے بری صفت کے طور پر یہ کوئی پسندیدہ صفت نہیں ہے کہ کسی کو اللّٰہ مال و دولت سے نوازے اور اس کے بعد دولت کے ملنے پر فخر اور غرور کرنے لگے اور بعض نے کہا ہے کہ **لَا تَفْرَحْ** کے معنی بخل کرنے کے ہیں ایک طرف تو یہ ہے کہ آپ اتراتے ہیں ریاکاری کرتے ہیں دکھاوا کرتے ہیں اور اس کو **کنوز** بنا کے رکھ دیتے ہیں چھپا کر اگر حقداروں کے حق ادا نہیں کرتے تو یہ بھی تو اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہے دوسرا کنجوسی کے معنی میں ہے **لَا تَفْرَحْ** جب تجھے اللّٰہ نے اتنی دولت دی ہے تو تمہاری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ تُو جو لوگوں کے حق ہیں اس کو ادا کر یہ نہ ہو کہ خزانے پر سانپ بن کر بیٹھ جا اور حقداروں کا حق تم ادا ہی نہ کرو تو یہاں پر جو بات بتائی جا رہی ہے وہ کیا ہے کہ گویا کے قوم کے اندر دانشمند لوگ تھے اور جب قوم کے ان دانشمند لوگوں نے دیکھا کہ یہ نعمتوں پر غرور کر رہا ہے یا کبر کر رہا ہے یا دکھاوا کر رہا ہے یا یہ کنجوسی کر رہا ہے یا یہ زکوۃ ادا نہیں کر رہا تو انہوں نے اس کو سمجھایا انہوں نے اس کو تنبیہ کی کہ **لَا تَفْرَحْ** کہ تو کبرنہ کر تو پھول نہ جا اللّٰہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا اب آپ دیکھ لیجئے کہ قوم کے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جو اس کو سمجھا رہے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ عنہ کا آپ کو پتہ ہی ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کو بڑا نوازا حتی کہ وہ امیر المومنین بھی بن گئے لیکن امیر المومنین جب بنے ایک دفعہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے خطبہ دیتے دیتے اس کو چھوڑ کر کہنے لگے کہ عمر وہ دن بھی یاد کرو کہ جب تم اپنی خالہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور تمہاری خالہ تمہیں بکریاں چرانے کے عوض میں چند کھجوریں دیا کرتی تھیں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللّٰہ عنہ کہنے لگے امیر المومنین آپ کو لوگوں کو یہ

بتانے کی کیاضرورت ہے کہ آپ نے کبھی اپنی خالہ کی بکریاں بھی چرائی ہیں لوگوں کو تھوڑی پتہ ہے کہنے لگے کہ نہیں میرا نفس موٹا ہو گیا وہ کہنے لگا کہ عمر تم تو امیر المومنین بن گئے میں نے کہا اےنفس میں تجھے بھری بزم میں اس زعم کا اس غرور اور کبر کا مزا چکھا کے رہوں گا بھری بزم میں تمہیں بدنام کروں گا تمہیں رسوا کروں گا تم اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو. کسی عورت نے بھی ان کو کہا تھا کہ عمر تم بھول گئے پہلے تم عمیر تھے پتہ نہیں پھر تم عمر بن گے پھر تم امیر المومنین کہلانے لگے۔ ان کی رعایا ایسی تھی عوام ایسی تھی اور خود بھی کتنے اللہ سے ڈرنے والے تھے اور کہتے ہیں کہ اپنے گال کو زمین کے ساتھ رگڑا کرتے تھے کہ عمر تیری یہ حیثیت ہے تیری یہ وُقعت ہے تیرا یہ انجام ہے کہ تیرا جو جسم ہے یہ جو تیرا چہرہ ہے یہ زمین میں مٹی کے اندر جائے گا مٹی اس کو کھائے گی تُو کیا بنتا ہے تو کیا اپنے آپ کو سمجھتا ہے۔ یہ بات اگر مجھے اور آپ کو سمجھ میں آ جائے میرے آپ کے تمام مسائل حل ہو جائیں گاڑی بڑی کسی کو مل جائے تو پاؤں زمین پر ٹکتے نہیں ہیں زیور ذرا سااچھا مل جائے تو لوگوں کی طرف ایسے ترچھی نظروں سے عورتیں دیکھتی ہیں جن کے پاس زیور نہیں پہنا ہوتا۔ اچھے کپڑے پہنے ہوں تو ذرا اکڑ اکڑ کر چلتی ہیں اگر گھر اپنا ہو جائے تو پھر یہ جی میرا تو اپنا گھر اور فلاں فلاں ہمارا کرائے دار ہے بڑے فخر سے، بڑے غرور سے وہ جی ساری زندگی گھر نہیں ملا کرائے کے گھر میں انہوں نے زندگی گزار دی اور ان کے تو باپ دادا بھی ایسے ہی تھے اور ان کا تو اپنا کوئی کاروبار ہی نہیں تھا لیکن آپ دیکھ لیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یاد دلاتے ہیں اپنے آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ عمر یاد کرو وہ وقت پھر تم نے کیوں کبر کیا تم نے کیوں غرور کیا اب قوم کے لوگ بھی اسے سمجھاتے ہیں **لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ** کہ اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور قوم کے لوگ دوسری بات کیا کہتے ہیں

آیت نمبر 77۔ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ۔ جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دُنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر، اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا"

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ۔ **وَابْتَغِ** اور تلاش کر **فِيمَا** اس میں یعنی اس مال میں تلاش کر **آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ** کہ جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس میں سے آخرت کا گھر تلاش کر اس سے اپنی آخرت بنا۔ دنیا ہی کا نہ ہو جا **وَلَا تَنْسَ** تیسری بات کہی اور نہ بھول جا **نَصِيبَكَ** اپنا حصہ **مِنَ الدُّنْيَا ۖ** دنیا میں سے اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر چوتھی بات کہی **ۖ وَأَحْسِنْ** اور احسان کر **كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ** جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے پانچویں بات کیا کہی **وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ** اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر **إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ** بے شک اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کیا کرتا اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر کیا بات ہمارے سامنے آرہی ہے یہ بات بہت نمایاں ہو کر ہمارے سامنے آرہی ہے کہ قوم کے لوگ بڑے ہی سمجھ دار تھے قوم کے لوگوں نے اسے سمجھایا کہ تو کیوں جا کے فرعون کا ساتھی بن گیا ہے، تُو کیوں ظلم کرتا ہے، تُو کیوں بغاوت کرتا ہے اور تیرے پاس علم ہے تیرے پاس دولت ہے تُو اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر اب آپ دیکھیں **الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ** کہ آخرت کا گھر اس کو تُو تلاش کر اور وہ ملے گا کیسے ؟ **فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ** جو اللہ نے تجھے دیا ہے تو آخرت کا گھر بنانے کے لئے جو اللہ نے تجھے علم دیا ہے، جو دولت دی ہے ،جو مرتبہ اور مقام دیا ہے جو تجھے

تورات کا علم حاصل ہے اس کو استعمال کر اور کہتے ہیں بڑی خوبصورت آواز میں وہ تورات کی تلاوت کیا کرتا تھا خوش الحانی سے تورات کی تلاوت کیا کرتا تھا اس لئے اسے **منور** بھی کہا جاتا تھا اور یہ اللہ کا دشمن منافق بن گیا **سامری** نے بھی منافقت اختیار کی تھی اس نے بھی تو اپنی دولت پر گھمنڈ کیا تھا اس نے بھی بنی اسرائیل کو گمراہی کے راستے پر ڈالا تھا تو یہاں پر بھی کیا بات ہے کہ اس نے اپنی قوم پر برتری کا اظہار کیا اور اس کے بارے میں آتا ہے **شہر بن حوشب** رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی قوم پر برتری کے اظہار کے لئے معمول سے ایک بالشت زیادہ لمبے کپڑے پہنے شروع کر دیئے تھے کیا پتہ چلتا ہے کہ ایک بالشت لمبے کپڑے دوسروں سے پہنتا تھا بعض لوگ تکبر کے اظہار کے لئے لمبے لمبے کپڑے پہنتے ہیں جو زمین سے گھسٹتے ہوئے چلتے ہیں یہ بھی کیا ہے یہ بھی ایک تکبر کی علامت ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ایسا کرنے والا جہنم میں جائے گا کیوں کہ وہ کبر کی بنا پر، اترانے کے لئے، اپنے کبر کا اظہار کرنے کے لئے وہ کیا کرتا ہے کہ وہ لمبا لباس پہنتا ہے یا لمبا کرتا پہنتا ہے تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ چیز کیا ہے یہ کبر کی علامت ہے اور کبر کرنے والا کہاں جائے گا ؟جہنم کے اندر جائے گا مثلا کہتے ہیں کہ قارون کو اس کے تکبر کی وجہ سے اس کے محل اور خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی اپنی ازار زمین پر لٹکائے جا رہا تھا اللہ کو اس کا تکبر پسند نہیں آیا اور اسے زمین میں دھنسا دیا گیا پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا (یہ بخاری کی روایت ہے) زمین کے ساتھ لگنے والا لباس پہننا اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر جو لفظ استعمال کیا گیا ہے پہلے کیا کہا گیا کہ دولت اور علم جو مال اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے اس سے تم آخرت کا گھر بنانے کی فکر کرو دوسری بات دنیا میں بھی اپنی حصے کو فراموش نہ کرو تو نصیب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور نصیب کسے کہتے ہیں ؟ حصے کو کہتے ہیں ویسے تو نصب کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کو گاڑنا، نشان کے طور پر راستے میں گاڑے پتھر کو نصب بھی کہتے ہیں لیکن نصیب سے مراد وہ معین حصہ ہے جو قسمت کا لکھا ہوا ہے اس کا تعلق کسی محبوب چیز سے ہو یا مکروہ چیز سے ہو تو یہاں یہ اس کے معنی کیا ہیں کہ وہ حصہ جو مقدر ہے تھوڑا یا زیادہ **وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا** اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر تو کیا ہے کہ دنیا میں بھی اللہ سے خیر مانگ اور آخرت میں بھی اللہ سے خیر مانگ پھر چوتھی بات کیا کہی **ۖوَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ** احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے بڑی خوبصورت بات ہے اور اس کے معنی کیا ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کر تجھے اللہ نے جب اتنا دنیا میں نوازا ہے تو تُو دوسروں کو بھی عطا کر **ارْحَمْ مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكَ مَنْ فِي السَّمَاءِ** زمین والوں پر رحم کرو آسماں والا تُم پر رحم کرے گا

ے کرو مہربانی تُم اہل زمیں پر

خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

تو اصل بات کیا ہے کہ جب اللہ نے تُم پر احسان کیا ہے تو تُم بھی دوسروں پر احسان کرو **أَحْسِنْ** حکمیہ صغیہ ہے**كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ** تو زندگی میں کیا کرنا چاہئے احسان کی روش پر حسن سلوک کرنا چاہئے۔ **وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ** اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر یہ پانچویں بات اس کی قوم کے لوگوں نے اس کو سمجھائی ہے اور اس کا مطلب کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے اوپر تُو فساد نہ کر اب آپ دیکھیں کہ فساد اس سے کیا مراد ہے فساد سے مراد ہے ڈاکہ ڈالنا بھی، چوری کرنا بھی اور اس کے علاوہ غصب ،لوٹ مار، قتل و غارت یہ سب چیزیں فساد کے معنی میں آتی ہیں اب آپ دیکھیں کہ قارون کے قصے میں اللہ تعالی نے قارون کو **فَسَادَ فِي الْأَرْضِ** کا مجرم قرار دیا وہ چوری تو نہیں کرتا تھا وہ قتل و غارت بھی نہیں کرتا تھا ڈاکے بھی نہیں ڈالتا تھا ایسا تو کوئی کام نہیں کرتا تھا پھر

فَسَادَ فِي الْأَرْضِ سے کیا مراد ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کے مال میں دوسروں کا جو حق شامل تھا وہ اس کو ادا نہیں کرتا تھا اگر کوئی شخص دھوکے سے یا جھوٹی قسم کھا کر مال کو بیچتا ہے وہ اپنے آپ کو فسادی نہیں سمجھتا لیکن شرعی لحاظ سے وہ فسادی ہے اس نے فریب اور جھوٹی قسم کے ذریعے اصل قیمت سے زیادہ قیمت وصول کر کے خریدار کو نقصان پہنچایا ہے اس نے خریدار کا جو حق ہے اس کو غصب کیا ہے فساد سے مراد انسانی زندگی کے نظام کا بگاڑ ہے جو حق سے تجاوز کرنے کے نتیجے میں لازماً رونما ہوتا ہے تو کیا ہے فساد کرنا مثلاً آپ دیکھیں کہ کرائے دار گھر کرائے پر لے لیتا ہے اب وہ جو کرایہ دیتا ہے اس میں بجلی کا، گیس کا اور ہر چیز کا خرچہ شامل ہے وہ جو پیسے دیتا ہے اس میں سب کچھ ہے کرائے دار اب بتیاں گھر میں بند ہی نہیں کرتے کوئی بات نہیں بل تو گورنمنٹ کا آنا ہے یا پھر کرائے دار یہ کہیں کہ مالک مکان کا بل آنا ہے جتنا چاہے پانی خرچ کریں گھر کے اندر پانی کو کھول دیا بعض اوقات آپ دیکھیں کہ ہم برش کر رہے ہوتے ہیں نل کھولا ہوا ہوتا ہے پانی گر رہا ہوتا ہے ابھی پانی کا ہم استعمال نہیں کر رہے ہیں ہاتھ بڑھا کر ہم پانی کا نل بند نہیں کرتے ہیں ہم ایک کمرے میں بیٹھے ہیں اور باقی کمروں میں کوئی نہیں ہے بتیاں جل رہیں ہیں اس لئے کہ ہم نے تھوڑی اس کا بل دینا ہے تو یہ کیا ہے ؟ **فَسَادَ فِي الْأَرْضِ** ہے زمین پر فساد برپا کرنا اب اس کے حق میں ڈنڈی ماری جا رہی ہے اسی طرح پانی کا زیادہ استعمال کرنا بجلی کا زیادہ استعمال کرنا اور فساد کیسے کیا جاتا ہے اس لئے ہمیں سوچنا چاہئے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کسی کو اس کا حصہ نہ دینا جیسے یتیموں کے جو حقوق ہیں جیسے بیوہ کے جو حقوق ہیں یا زکوۃ جو اللہ تعالی نے ہمارے مال میں فرض کر رکھی ہے تو اگر ہم اس کو ادا نہیں کرتے تو یہ ہے **فَسَادَ فِي الْأَرْضِ** اس کی حقیقت یہ ہے اس کو آپ نوٹ کرلیں اس کو آپ یاد کرلیں کہ **فَسَادَ فِي الْأَرْضِ** کی حقیقت یہ ہے کہ انسان پھر کیا کرتا ہے کہ وہ فاسد بن جاتا ہے فسادی اور اپنے حدود بندگی سے تجاوز کر کے اللہ کی حدود اور جو حقوق ہیں اس میں مداخلت کرتا ہے ، استکبار میں بھی انسان یہی کرتا ہے اللہ کا حق ادا نہیں کرتا اس کے بندوں کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ ہے مفسد اور اللہ کیا کرتا ہے اللہ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا اب قوم کے اندر جو لوگ اچھے تھے عقل مند تھے وہ اس کو سمجھا رہے ہیں اور اس کے جو عمل ہیں ان کو سراہ نہیں رہے

آیت نمبر 78۔ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ

ترجمہ۔ تو اُس نے کہا "یہ سب کچھ تو مجھے اُس علم کی بنا پر دیا گیا ہے جو مجھ کو حاصل ہے" کیا اس کو علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو اس سے زیادہ قوت اور جمعیت رکھتے تھے؟ مجرموں سے تو ان کے گناہ نہیں پوچھے جاتے

اب قارون نے یہ کہا**قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ** کہ بے شک مجھے دیا گیا ہے **عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي** اس علم کی بنا پر جو مجھ کو حاصل ہے جو میرے پاس ہے اب **قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي** کہتے ہیں اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک معنی تو یہ ہیں کہ میں نے جو کچھ بھی پایا ہے اپنی قابلیت کی بنا پر پایا ہے یہ تم جو کہہ رہے ہو کہ یہ اللہ نے دیا ہے **آتَاكَ اللَّهُ جو** تم کہہ رہے ہو یہ وہ تھوڑی ہے میں نے محنت کی ہے میں نے مشقت کی ہے یہ جو دولت کمائی ہے جو اتنی محنت میں نے کی ہے اس کی بنا پر اللہ تعالی نے مجھے دیا ہے اور یہ میری قابلیت کا ثمرہ ہے یہ کوئی فضل نہیں ہے اب وہ کیا کہتا ہے یہ میرا حق ہے استحقاق ہے احسان نہیں ہے پھر میں کیوں شکریہ ادا کروں تم جیسے نااہل لوگ نہ محنت کی، نہ

تمہارے اندر کوئی قابلیت، نہ تمہارے اندر کوئی علم، نہ تمہارے اندر کوئی ہنر تمہیں کچھ بھی نہیں ملا تو اب جو کچھ میرے پاس ہے وہ میری محنت کا نتیجہ ہے دوسرے اس کے معنی یہ ہیں کہ تم یہ کہتے ہو کہ اللہ نے جو تمہیں دیا ہے لیکن اصل بات یہ کیا ہے کہ اللہ نے یہ دولت جو مجھے دی ہے وہ میرے اوصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے دی ہے میں اللہ کی نگاہ میں پسندیدہ انسان ہوں اگر میں پسندیدہ انسان نہ ہوتا تو اللہ مجھے کیوں دیتا اللہ نے جو مجھ پر نعمتوں کی بارش کی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور تم یہ کہتے ہو **إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ** اہل مکہ اور مکہ کے سردار بھی تو یہی کہتے تھے جو قریشی مالدار تھے کہ ہم محبوب ہیں ہم اللہ کے پسندیدہ ہیں حالانکہ وہ سود کھانے والے دولت مند رئیس وہ کیا کرتے تھے تجارتی کافروں کو لوٹتے بھی تھے مکہ تجارتی منڈی بنا ہوا تھا کئی کروڑ پتی رئیس اور سیٹھ وہاں پہ موجود تھے سارا ماحول مادہ پرستانہ تھا اور کسی شخص کی بزرگی ،عزت کو ماپنا ہوتا تھا تو اس کا پیمانہ صرف دولت ہوتی تھی اس کو ہی عزت دی جاتی تھی اور اب کیا ہے کہ قارون بہت بڑا سیٹھ پورے علاقے کا رئیس اعظم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو زکوۃ کی ادائیگی کا انکار کر دیا اور کہتے ہیں اس کی زکوٰۃ کروڑوں بنتی تھی کروڑوں کے حساب سے لیکن پھر بھی انکار کر دیا اور انسان کی کچھ فطرت بھی ایسی ہے کہ جوں جوں دولت بڑھتی چلی جاتی ہے 99 کے چکر میں رہتا ہے ایک اور ملے تو پھر 100 کا چکر چلاتا ہے اور پھر یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ مزید اور دولت بڑھتی چلی جائے تو اب یہ بھی یہ کہتا ہے کہ فرعون اور ہامان کے بعد تیسرے نمبر کا میں جو دولت مند ہوں میرا جو عزت اور مرتبہ ہے یہ سب میری قابلیت کا نتیجہ ہے یہ جو کچھ بھی ہے یہ میری اپنی محنت کی وجہ سے ہے قارون کا جواب کیا تھا میری حسن تدبیر میری قابلیت جیسے مثلاً کوئی کہے کہ میں گاڑی بہت اچھی چلاتی ہوں میں نے ٹیسٹ بہت اچھا دیا تھا اور انسان یہ کہے **إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي** چاول بریانی کے بہت اچھے بن جائیں ایک سے ایک الگ ہو اور بہت خوبصورت چاول بعض لوگ بناتے ہیں واقعی اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن وہ یہ کہے کہ یہ اللہ کا فضل ہے جو پیچھے آپ نے پڑھا حضرت سلیمان علیہ السلام کیا کہتے تھے **هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي** (40۔ سورت النمل)کہا: یہ میرے رب کا فضل ہے۔ اور انسان کیا کہتا ہے؟ **إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي** کہا یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ کسی کے بچے بہت اچھے پڑھ لکھ جائیں بڑے نیک اور لائق بن جائیں اور وہ پھر یہ کہے **إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي** کسی کو بہت اچھا گھر مل جائے دنیا میں اور کئی گھر مل جائیں کئی سونے زیور چاندی کے سیٹ مل جائیں شادیاں بچوں کی بڑی اچھی جگہ ہو جائیں اور پھر وہ انسان کہے کہ یہ ساری میری قابلیت ہے فلاں کی طرح بیٹھی تھوڑی رہی تھی وقت پر میں نے رشتے ڈھونڈ لئے اور پھر کر دیئے وقت پر میں نے لوگوں کو پھانس لیا اور فلاں اس کو تو عقل ہی نہ آئی بس نمازیں پڑھتی رہ گئی کچھ ہاتھ بھی نہیں ہلایا اس نے۔ تو لوگ مختلف طریقے سے پھر اپنے علم اور ہنر اور مہارت اور حسنِ تدبیر کا ذکر کرتے ہیں یہ جو **عِنْدِي** لفظ ہے یہ بڑا اہم ہے اس کے ذریعے ذہن کے اندر جو مخفی بات ہوتی ہے اس کا پتہ چلتا ہے اس کا ذکر ہوتا ہے **عِنْدِي** کہ خود میرے اندر یہ چیز موجود ہے اللہ کی طرف سے نہیں ہے تو اصل بات کیا ہے کہ وہ بھی یہ کہنے لگا یہ سب کچھ تو مجھے اس علم کی بنا پر ملا ہے **أَوَلَمْ يَعْلَمْ** کیا وہ نہیں جانتا تھا **أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ** کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا اللہ اس سے پہلے بہت سی **قُرُونِ** قرن واحد ہے **قُرُونِ** جمع ہے مراد وہ بستیاں جو کہ دولت میں اور علم میں اور مال میں اور ظاہری شان و شوکت میں اور دنیا کے علوم اور فنون میں بڑی مہارت رکھتی تھیں قوم عاد، قوم ثمود اور دوسری بہت سی قومیں تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے وہ لوگ کیسے تھے **مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا** جو اس سے زیادہ قوت اور جمعیت رکھتے

تھے قوت بھی ان کی زیادہ تھی۔ گو کہ یہ بھی **أُولِي الْقُوَّةِ** اور اس کے چابیاں اٹھانے والے بھی **أُولِي الْقُوَّةِ** لیکن وہ لوگ اس سے زیادہ قوت میں شدید تھے **وَأَكْثَرُ جَمْعًا** اور جمعیت بھی زیادہ رکھتے تھے اس کا مطلب کیا ہے کہ مہارت علم ،ہنر ، دولت دانائی اور جو بھی صلاحیتیں ہو سکتی ہیں ان سب میں وہ بہت بڑھے ہوئے تھے ان کو بڑا عروج حاصل تھا لیکن جب انہوں نے اللہ کی بندگی نہ کی تو پھر ہوا کیا اللہ کے عذاب کا کوڑا جب ان پر برسا تو ہوا کیا **وَلَا يُسْأَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ** کہ جب اللہ کے عذاب کا کوڑا برستا ہے تو مجرموں سے ان کے گناہ نہیں پوچھے جاتے یہ بڑی ہی سخت آیت ہے اور اس میں اللہ رب العزت اس بات کا اعلان کر رہے ہیں یہ بات بتا رہے ہیں کہ پھر مجرموں سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تم بتاؤ کہ تم نے کیا کیا گناہ کیے تھے بلکہ کہا ہے کہ زبانیں گم ہو جاتی ہیں وہ زبانیں جو دنیا میں خوب بولتی تھیں اب نہیں بات کر سکتیں اور اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں **فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ** (39۔ سورت الرحمان) اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی بازپرس نہ ہوگی پھر اسی طرح کہا **يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ** (41۔ سورت الرحمان) مجرموں کو ان کے چہروں سے پہچان لیا جائے گا اپنے حلیوں سے پہچان لئے جائیں گے اور ان کی پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لئے جائیں گے پھر اس سے بھی کیا بات پتہ چلتی ہے کہ مجرم کا چہرہ بولتا ہے زبان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے مجرموں سے ان کے گناہ پوچھے نہیں جاتے مجرم تو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑے اچھے کام کیے ہیں وہ کب مانتے ہیں ان کے سزا ان کے اعتراف پر نہیں انحصار کرتی ان کو جب پکڑا جاتا ہے پوچھ کر پکڑا بھی نہیں جاتا کہ بتاؤ تمہارے گناہ کیا ہیں بس پھر پکڑ لیا جاتا ہے تو بات یہ ہے کہ اے قارون تم بھی اپنی دولت پر اتراؤ نہیں اللہ جب پکڑے گا پھر اللہ پوچھے گا بھی نہیں تو اب قارون کو حقوق کی ادائیگی کی ایک طرف نصیحت ہے دوسری طرف قارون کا جواب ہے جو بڑا ہی خراب جواب ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ڈرا رہے ہیں اہلِ مکہ کو اور ہر دور کے مجرم کو ہر دور کے دولتمند کو جو دولت کے نشے میں ہوتا ہے تو پھر اللہ کو اور انسانوں کے حقوق کو بھول جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

آیت نمبر 79۔ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ

ترجمہ۔ ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پُورے ٹھاٹھ میں نکلا جو لوگ حیات دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے "کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑا نصیبے والا ہے"

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے نکلا **زِينَتِهِ** اپنی زینت کے ساتھ یعنی خوب زیب و زینت کے ساتھ وہ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو اس سے مراد کیا ہے کہ زینت بھی تھی، آرائش بھی تھی اس کے نوکر بھی، اس کی دولت کا اظہار بھی تھا تو کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ساتھ گھڑ سواروں کو لیاہوا تھا گھڑ سوار خادم اس کے آگے آگے چل رہے تھے اس کا لباس بڑا ہی فاخرانہ تھا بڑا شاہانہ اس نے لباس پہننا ہوا تھا اور اس کے علاوہ کہتے ہیں کہ اس کے پیچھے بھی اس کے خادم تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور اس کے ساتھ ہی یہ اپنی دولت کی نمائش کر رہا تھا دکھانا چاہتا تھا لوگوں کو۔ تو دولت اور اپنے ہیرے جواہرات اور سونا چاندی جو کچھ بھی اس کے پاس تھا ان سب چیزوں کو اپنی زینت اپنی آرا ئش اپنی دولت ان سب کو لے کر وہ باہر نکلا تو مقصد کیا تھا کہ لوگوں کو وہ دکھانا چاہتا تھا اپنی دولت وحشمت کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا اور یہاں پہ ایک طرف دیکھیں **فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي**

زِينَتِهِ ایک روز اپنی قوم کے ساتھ اپنے پورے ٹھاٹھ میں نکلا بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد جو اس کے مطیع تھے خادم تھے وہ بھی اور بعض کہتے ہیں جتنی دولت تھی وہ بھی ہے۔ تو بعض اوقات اپنی نفری کا انسان اظہار کرنا چاہتا ہے دیکھو ہمارے ساتھ کتنے لوگ ہیں اور بعض اوقات انسان اپنی دولت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو اب جب وہ اس طرح مظاہرہ کرتے ہوئے جا رہا تھا تو اب لوگ کیسے ہوتے ہیں؟ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں **قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا** کہا ان لوگوں نے جو چاہتے تھے دنیا کی زندگی **يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ** کاش کہ ہمیں بھی قارون کی طرح دولت ملتی جیسا کہ قارون کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا اتنی دولت اتنے نوکر چاکر ، اتنی عزت، اتنا مرتبہ، اتنی جمعیت اس کی، اتنی زینت اتنی شان و شوکت کیا کیا اللہ نے اس کو دے دیا کاش کہ ہمیں بھی یہ ملتا**إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ** یہ تو بڑے ہی نصیب والا ہے آپ دیکھ لیجئے یہاں پر لفظ استعمال ہوا ہے **حَظٍّ** کا اور **حَظّ** کے معنی کیا ہوتے ہیں خیر و فضل کا حصہ **حَظّ** یہ بھی حصے کے لئے آتا ہے پیچھے آپ نے کیا پڑھا تھا نصیب پڑھا تھا اور یہاں پہ لفظ کیا ہے **حَظّ** اور **حَظّ** کون سے حصے کو کہتے ہیں **حَظّ** اس حصے کو کہتے ہیں جیسے کوئی مالدار ہے کسی کو بہت خیر و فضل کا حصہ مل جائے یا پھر خوش قسمتی ہے سعادت ہے کسی کے پاس یا پیچھے آپ نے سورت النساء میں بھی پڑھا کہ یہ خیر و فضل اور مالداری سے بھی تعلق رکھتا ہے اور خوش قسمتی اور سعادت سے بھی مثلاً **فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ** (176۔ سورت النساء) تو خیر و فضل اور مال کا حصہ تو لوگ کہنے لگے **إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ** یہ تو بڑا ہی نصیب والا ہے بڑا کچھ اس کو ملا ہے تو اب اس کی شان و شوکت ظاہری ٹھاٹھ باٹ اس کی جو بھی دولت تھی اس کی جو نمائش تھی اس کو دیکھ کر ایک گروہ کا تو یہ حال ہو گیا تو وہ اپنی انگلیاں کاٹنے لگے اور منہ کھلے کا کھلا رہ گیا منہ میں پانی آ گیا حسرتیں اور نہ جانے کیا شکوے اور شکایتیں کہ اللہ نے اس کو تو خوب دیا ہے کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا یہ تو بڑے نصیب والا ہے ساتھ ساتھ میں اور آپ اپنا محاسبہ کرتے جائیں اپنا جائزہ لیتے جائیں کتنی دفعہ جب ہم کسی کی دولت زیور گھر گاڑی اور شان و شوکت جب دیکھتے ہیں تو وہی دل نقدہار بیٹھتے ہیں کل کی پارٹی میں کسی کا ہار دیکھا تو کہا کتنا خوبصورت ہے جو اس نے پہنا ہے یہ لباس تو بڑا خوبصورت ہے اور اس کا گھر اس کا گھر تو بڑا خوبصورت ہے ایک دفعہ ایک دوست نے گھر خریدا واقعی بڑاخوبصورت گھر تھا وہاں پھر ہوتا یہ ہے جب گھر لیتے ہیں پھر اس کے بعد دوستوں کو بلالیتے ہیں اب دوست بیچارے چلے آتے ہیں اب جب آ جاتے ہیں تو اس کے بعد اب ہونق ہوکے جیسے کسی کو دیکھتے ہیں میں بھی دیکھ رہی تھی اور لوگ بھی دیکھ رہے تھے اور میں اس وقت واقعی غور کر رہی تھی کہ اب لوگوں کا حال کیا ہو رہا ہے کوئی کہتا کہ یہ جو شیشہ جو تم نے جمع کیا اور وہ کہتی کانچ کا ہے اور فلاں جگہ سے لائی ہوں اور کرسٹل کو سجانے کیلئے پھر الماریاں بھی اتنی چاہئے ہوتی ہیں پھر یہ کہ کچن ایسا تھا ایک نیچے کچن بنا ہوا تھا ایک اوپر تھا کہنے لگی کہ میں اوپر کے کچن میں تو کھانا نہیں پکاتی شیشے کی طرح خوب چمکتا صاف شفاف خوبصورت برتن اور ڈائننگ ٹیبل ہر چیز جس کو دیکھے دیکھتا رہ جائے اب لوگ ہیں کہ دیکھ رہے ہیں کوئی واہ کر رہا ہے کسی کے دل سے آہ نکل رہی ہے کوئی پریشان ہے اور کوئی صوفے کو دیکھ رہا ہے کتنے میں لیا کیسے لیا اور کہاں سے یہ چیزیں لیں کوئی دکان کا پوچھ رہا ہے کوئی رنگ پر بات کر رہا ہے کوئی ہنر پر کوئی بچوں پر کہ کیسے اتنی جلدی گھر لے لیا۔ اب ہوا کیا کہ اس کے بعد واقعی پھر حالت ایسی ہوتی ہے آپ گھر آ کے اپنے دل کا بھی جائزہ لیا کریں ہم سب اس میں شامل ہو جاتے ہیں کسی کے گھر سے آ کے پھر اپنا گھر اچھا نہیں لگتا بعض اوقات اپنا شوہر ہی اچھا نہیں لگتا کہ ماں باپ نے کس سے بیاہ دیا پھوہڑ میری قسمت ہی ایسی کہ ایسے سے بیاہ دیا کہ کرتا ہے کچھ نہیں۔ کچھ کیا ہوتا تو آج میں بھی کسی محل میں رہ رہی ہوتی والدین کے گھر میں نوکر چاکر اس کے گھر میں

مزدوری کرتے ساری زندگی گزر گئی اور وہ جو اس کے گھر میں صوفہ دیکھ آئی ہوں اب اپنا صوفہ تو دل چاہتا ہے کہ میں اسے اٹھا کے پھینک ہی دوں اور قالین بھی اچھا نہیں لگتا اور پردے بھی اچھے نہیں لگتے اور زیور بھی میرے پاس نہیں ہے تو ہم کیا کرتے ہیں بعض اوقات آپ بارات دیکھیں جب بارات نکلتی ہے کسی کی کیسی ٹھاٹھ باٹ سے نکلتی ہے سارے ڈاکٹروں کو بعض اوقات بلایا جاتا ہے کہ لڑکی والوں پر خوب رعب داب بنے کہ ان کے جو لوگ آئے تھے بڑے پڑھے لکھے تھے کوئی ڈاکٹر تھا کوئی پی ایچ ڈی تھا کوئی انجینئر تھا سارے اتنے پڑھے لکھے تھے اتنی گاڑیاں آئیں یہ ہے بات **زِينَتِهِ** اتنی گاڑیاں۔**إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ** اور جو زیور اس کے گھر والوں نے پہنا ہوا تھا بے شک وہ مانگا ہوا پہن کر آئیں بے شک وہ لباس مانگا ہوا پہن کر آئیں بے شک گاڑیاں مانگے کی ہوں اور پھر یہ کہ دکھاوا ہوتا ہے بارات کے اندر اور ویسے بارات کی اسلام میں کوئی حیثیت بھی نہیں ہے لیکن آپ دیکھ لیں کہ بارات کے لئے لڑکی والوں کو لڑکے والے کتنا تنگ کرتے ہیں اور پھر اس کا کھانا اور پھر کھانے میں کتنے کھانے پھر وہ جو کھانا بانٹنے والے ہیں پیش کرنے والے خانساماں وغیرہ ان کی شان و شوکت ان کا لباس ساری باتیں بے شک قرض لیا ہوا ہے لڑکی والوں نے اور قرض پر ہی ساری شان و شوکت ہے تو اصل بات کیا ہے بعض لوگ آپ دیکھیں کبھی شادی پہ جائیں آپ غور کیجئے گا اس بات پر کہ کچھ لوگ تو اسی پر پریشان ہوتے ہیں کہ جو میں نے پہنا ہے یہ سب نے دیکھاہوا ہے تو فلاں سے مجھے جوڑا مل جائے نا اور اکثر اب مانگنے کا رواج ہو گیا ہے اور کرائے پہ کپڑے آرام سے مل جاتے ہیں دلہن کے بھی اور دولہے کے بھی اور دوسروں کے بھی اور زیور کرائے پہ یا مانگ کر لینا اور اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے کہ بعض لوگ آپ دیکھیں گم سم بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں کسی کا زیور دیکھ رہے ہیں کسی کے کپڑے دیکھ رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ میں نے تو طے کر لیا یہ ہال میں نے اپنی بیٹی کی شادی پر **بک** کروانا ہے کوئی کہتا ہے کہ فلاں کی شادی میں جب شرکت کی تھی تو میری بھی لڑکی نے سوچ لیا تھا کہ فلاں کی طرح کا جوڑا لینا ہے اور فلاں کی طرح کا زیور تو بہرحال اصل بات یہ ہے کہ میں اور آپ اپنا جائزہ لیں اپنا محاسبہ کریں کہیں ایسا تو نہیں جب دوسروں کو شان و شوکت سے زینت کے ساتھ دنیا میں چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہیں نکلتے ہوئے دیکھتے ہیں آتے جاتے ہوئے دیکھتے ہیں اور پھر ہم بھی حسرت کرتے ہیں کہ کاش کہ ہمیں بھی ایسا ملتا جیسے کہ ان کو ملا ہے **إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ** یہ تو بڑے ہی نصیب والا ہے اور سوچتے بھی نہیں کہ یہ جو مرسیڈ یز پر بیٹھ کر جا رہے ہیں وہ تو سود پر لی ہوئی ہے جو انہوں نے دوسرا گھر بک کرا لیا ہے یہ قسط بھی نہیں اداکر سکتے اور بس بینکوں کے اوپر ہے اور یہ کارڈ پر ساری شاپنگ کرتے ہیں (اور گھروں کی بکنگ ہوتے چلے جانا اور پہلے گھر سے بڑا گھر اور گھر کے اندر کی پھر ہر چیز اعلیٰ سے اعلیٰ) ایک بہن نے نیا گھر لیا ہے ابھی پچھلے دنوں اور کہنے لگی کہ ساری چیزیں میں نے تو نئی خریدی ہیں لے لے کے رکھی ہوئی تھیں بس اب میں نے ساری چیزوں کو کھول لیا ہے مائیکرو اون بھی ہے ،فریج بھی ہے ،قالین بھی ہے، برتن بھی ہیں اور چادریں بھی ہیں اور فرنیچر بھی ہر چیز اور پہلی چیزیں وہیں چھوڑ آئے ہیں۔ تو کیا اپنے گناہوں کے ڈھیر بھی وہیں چھوڑ آئے ہیں؟ کیا جو نافرمانی تھی اللہ کی وہ بھی وہیں چھوڑ آئے ہیں؟ کیا حرام کاموں کو چھوڑ کر حلال زندگی کا آغاز کرنے کا بھی کوئی ہم نے عہد کیا ہے؟ کیا اپنے اوپر اس پابندی کو لاگو کیا ہے؟ بی بی آسیہ کاتو فرعون کے محل میں دل نہیں لگتا تھا۔ تو سود کے گھر میں پھر ہمارا دل کیوں لگے؟ کیوں ہم سود کے اوپر اپنی میعار زندگی کو بڑھاتے چلے جائیں۔ تو کیوں ان کو دیکھ دیکھ کر منہ میں پانی آئے اور دل گھٹنے لگے اور پریشان ہوں تو کبھی شوہر سے لڑائی تو کبھی بچوں سے لڑائی اور پھر کوئی چیز اچھی نہ لگے۔ تو

ایک تو گروہ ان لوگوں کا ہے اور آپ اور میں اپنا جائزہ لیں کہ میں اور آپ ان لوگوں میں شامل تو نہیں ہے دوسرا ایک گروہ بھی ہے اور وہ کن کا ہے

آیت نمبر 80۔ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ
ترجمہ۔ مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے "افسوس تمہارے حال پر، اللّٰہ کا ثواب بہتر ہے اُس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو"

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ اور یہ وہ لوگ جن کو اللّٰہ تعالی نے علم عطا کیا تھا۔ **أُوتُوا الْعِلْمَ** علم سے مراد جن کو اللّٰہ تعالی نے توحید کا علم ،آخرت کا علم، دین کا علم، شریعت کا علم دیا تھا، خوف دیا تھا کیونکہ جو علم والے ہوتے ہیں وہی اللّٰہ سے ڈرتے ہیں تو جو علم والے تھے جو ان میں سے اللّٰہ سے ڈرنے والے تھے وہ کہنے لگے **وَيْلَكُمْ** تباہی ہو تمہاری، افسوس تمہارے حال پر، ہلاکت تمہارے حال پر **ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ** وہ کہنے لگے افسوس تمہارے حال پر اللّٰہ کا ثواب بہتر ہے **ثَوَابُ اللَّهِ** ثواب اللّٰہ کا بہتر ہے کس سے؟ **خَيْرٌ لِمَنْ آمَنَ** کہ اللّٰہ کا دیا ہوا ثواب، اللّٰہ جو اجر دے گا دنیا میں انسان جو عمل کرتا ہے اس کے نتیجے میں اللّٰہ جو ثواب دے گا وہ زیادہ بہتر ہے کس شخص کے لئے **مَنْ آمَنَ** جو ایمان لائے **وَعَمِلَ صَالِحًا** اور عمل کرے صالح **وَلَا يُلَقَّاهَا** اور یہ نہیں ملتی **إِلَّا الصَّابِرُونَ** یہ دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو اب آپ دیکھ لیجئے کہ ایسے پاک جملے کن لوگوں کی زبان سے نکلتے ہیں؟ جو دنیا کی محبت سے دور اور دار آخرت کی محبت میں چور ہوتے ہیں ایک ہی لگن ایک ہی تڑپ ایک ہی فکر ایک ہی پریشانی کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے۔ بنی اسرائیل کے جو علماءِ صالحین تھے بنی اسرائیل کے اندر جو نیک لوگ تھے انہوں نے ایسے پاک جملے ادا کیے اور آپ دیکھیں کہ جب سب لوگ دنیا کی محبت میں چور چور ہوتے ہیں جب سب لوگ دنیا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں کم لوگ ہوتے ہیں اس وقت جووہ یہ بات کہیں جیسے شادی کسی کی ہو رہی ہوتی ہے بیٹی کی یا بیٹے کی کوئی گھر ہی لے لیتا ہے چلو لے لیا گھر تو اب ضروری تو نہیں ہے کہ پھر سود کی دولت پر اس کو سجا لیا جائے انسان پھر بھول جاتا ہے کہ مجھے اللّٰہ کو حساب بھی دینا ہے کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ایسے موقع پر یہی **أُوتُوا الْعِلْمَ** کا کردار ادا کرتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ کوئی بات نہیں دنیا کی زندگی تو عارضی ہے یہ تو فانی ہے یہ چند روزہ زندگی ہے اور صبر کرنے والوں کو ہی سب کچھ ملے گا اور صبر کہتے کس کو ہیں؟ یہ بڑے وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے اپنے آپ کو صرف حلال کمائی کا پابند بنائے رکھنا یہ ہے صبر اللّٰہ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینا یہ ہے صبر پھر آپ دیکھیں کہ دنیا کا جو جاہ و حشمت ہے اس کو دیکھ کر دل نقدہار نہ دیں یہ ہے صبر اور پھر صبر کیا ہے کہ گناہ بڑے خوبصورت ہیں بڑے مزین ہیں(گناہ شیطان نے مزین بنا کر پیش کیے ہیں) تو ان گناہوں کو نہ کرنا اور اپنے آپ کو اللّٰہ کی اطاعت کا پابند بنانا یہ ہے صبر تو آخرت کا ثواب اور کامیابی انہی لوگوں کو نصیب ہوگی جنہوں نے دنیا میں صبر کیا ہوگا استقلال اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا ہوگا جو حقوق العباد ادا کرتے ہیں جو دن میں نمازیں پڑھتے ہیں تو ایک صبر ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو اللّٰہ کی اطاعت پر قائم کریں یہ صبر ہے ایک ہوتا ہے گناہوں سے اپنے آپ کو بچائیں یہ بھی ایک صبر ہے ایک یہ ہے کہ جب بہت زیادہ کسی کو دولت ملے تو وہ اترائے نہ یہ بھی صبر ہے اور ایک ہے کہ جب بہت زیادہ غم کے پہاڑ کسی پر انڈیل دیئے جائیں تو وہ ماتم نہ کرے واویلا نہ کرے اور شکوے اور شکایتیں نہ کرے تو یہ بھی صبر ہے تو

مصیبتیں آزمائشیں پریشانیاں تو آئیں گی اور ایسے میں صبر کرنا یہ بات بڑی اہم ہے اور میں آپ کے سامنے صبر کی مثال دیتی ہوں کہ لوگ ہیں دولت کے پیچھے اور جو کچھ ان کے سامنے ہوتا ہے اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جیسے مثلاً ہیثم بن عدی کہتے ہیں تین لوگ بیت اللہ میں تھے اور آپس میں بات کس بارے میں کر رہے تھے کہ اس دور کا سب سے بڑا سخی کون ہے؟ تین دوست ہیں اور آپس میں بیت اللہ میں بیٹھے یہ بات ہورہی ہے کہ سب سے بڑا سخی کون ہے؟ ایک نے کہا حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ہیں دوسرا بولا حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہیں تیسرا بولا حضرت عَرابہ اَوسی رضی اللہ عنہُ ہیں۔ (میں سوچ رہی تھی اس بات پر کہ بیت اللہ میں بیٹھ کر بھی باتیں کر رہے تھے تو کیسی اچھی باتیں کر رہے تھے کہ زیادہ سخاوت کون کرتا اللہ کے راستے میں اور وہ لوگ موجود نہیں ہیں ان کے بارے میں وہ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں ہم کیا سوچتے ہیں کہ فلاں کا صوفہ فلاں سے زیادہ خوبصورت ہے فلاں کا قالین تو سعودی عرب سے آیا ہے اور اس کا کرایہ ہی 400 ڈالر ہے تو سوچیں کیا باتیں ہم کرتے ہیں) گفتگو نے طول کھینچا، ہر ایک اپنے اپنے حق میں دلائل دے رہے تھے حتیٰ کہ آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں ، کچھ لوگ بھی اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔ان میں سے ایک شحص بولا :بھائیوں کیوں لڑائی کرتے ہو؟ایسا کرو کہ ہر شخص اپنے اپنے پسندیدہ شخص کے پاس چلا جائے،اس سے کچھ مانگے اور جو کچھ ملے ، وہ آکر یہاں بتا دے،پھر اس بات کا جائزہ لے لیتے ہیں کہ بڑا سخی کون ہے؟ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہُ کا عقیدت مند اُن کے گھر گیا اور ان سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کے بھتیجے! میں مسافر ہوں اور زادِ راہ ختم ہے، مدد کا طلب گار ہوں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہُ اس وقت گھوڑے پر سوار کہیں جانے کے لئے تیار تھے۔اسی وقت گھوڑے سے نیچے اُترے اور فرمایا:۔گھوڑے کی رکاب پر پاؤں رکھو اور اس پر سوار ہو جاؤ،اب یہ تمھارا ہےاس کے ساتھ ایک تھیلا ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ بھی تمھارا ہے۔اور ہاں ، اس میں ایک تلوار بھی ہے، اس کو معمولی نہ سمجھنا، یہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہُ کی تلوار ہے ۔ جب وہ خوبصورت سا گھوڑا لے کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آیا اور تھیلا کھولا تو اس میں چار ہزار دینار اور ریشمی چادریں تھیں، اور ان سب مزیدحضرتِ علی رضی اللہ عنہُ کی تلوار تھی۔حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہُ کا عقیدت مند جب ان کے گھر گیا تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ لونڈی نے پوچھا:تمھاری کیا ضرورت ہے؟ اس نے کہا: مسافر ہوں اور زادِ راہ ختم ہوگیا ہے۔ لونڈی نے کہا:تمھاری اس معمولی حاجت کے لئےآقا کو اُٹھانا اچھی بات نہیں۔یہ تھیلی پکڑو اس میں سات سو دینار ہیں ،اس وقت قیس کے گھر میں یہی کچھ موجود ہے۔ گھر کے ساتھ ہی حویلی میں اونٹ بندھے ہیں۔ اپنی مرضی کا اونٹ پسند کرلو اور ایک غلام کو اپنی خدمت کے لئے لے کر سفر پر روانہ ہو جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد حضرت قیس رضی اللہ عنہُ اُٹھ بیٹھے۔ لونڈی نے ان سے قصہ بیان کیا۔ کہنے لگے:بہتر تھا مجھے اُٹھا لیتی اور میں خود اس کی حاجت پوری کرتا،نہ معلوم جو کچھ تم نے اسے دیا ہے ،اس کی ضرورت کے مطابق ہے یا نہیں۔تاہم تم نے جو اچھا کام کیا ہے اس کے بدلے میں تم کو آزاد کرتا ہوں۔ (ہم تو کہتے ہیں نا بچوں کو کہ ہمسائے نے دروازہ کھٹ کھٹایا تھا تو تم نے اٹھایا کیوں مجھے پتہ ہے وہ تو مانگتے ہی رہتے ہیں اور مجھے تو خود ضرورت ہے اس چیز کی میں بھلا اس کو کیوں دوں یا دوستوں کو یا رشتے دار مانگ لیں) ادھر حضرت عرابہ اوسی رضی اللہ عنہُ کا عقیدت مند بھی ان کے گھر جا پہنچا۔اس وقت نماز کا وقت ہو چکا تھا،حضرت عرابہ اوسی رضی اللہ عنہُ بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے، نماز کے لئے گھر سے نکل رہے تھے، دو غلاموں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے مسجد کی طرف رخ کیے ہوئے تھے۔ اس آدمی نے کہااے عرابہ! میری بات سُنیں گے؟ حضرت عرابہ رضی اللہ عنہُ بولے: کیا کہتے ہو؟کہنے لگا: میں مسافر ہوں اور میرا زادِ راہ ختم

ہوگیا ہے۔ حضرت عرابہ رضی اللہ عنہُ نے اپنے دونوں ہاتھ غلاموں کے کندھے سے ہٹائے اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر زور سے مارا، اور کہنے لگے :عرابہ نے اپنا تمام مال و دولت خرچ کردیا ہے مگر یہ دو غلام باقی ہیں۔تم ان دونوں کو لے جاؤ، اب یہ تمھارے ہوئے۔ اس آدمی نے کہا:حضرت! ایسے کیسے ہوسکتا ہے،آپ خود سخت ضرورت مند ہیں، میں ان کو نہیں لوں گا۔ حضرت عرابہ رضی اللہ عنہُ کہنے لگے: سنو! اب یہ تمھارے ہیں اگر تم نہیں لیتے تو بھی ان دونوں کو آزاد کرتا ہوں ،اگر تم چاہو تو لے لو چاہو تو انکار کردو۔یہ کہنے کے بعد آگے بڑھے ،دیوار کا سہارا لیا اور اسے ٹٹولتے ہوئے مسجد کی طرف چل دئے۔اس شخص نے ان دونوں غلاموں کو ہمراہ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آگیا۔ تینوں دوست پھر سے اکٹھے ہوئے،ہر ایک نے اپنے عطیے اور سلوک کا ذکر کیا۔ اور ان تینوں کی تعریف کی کہ بلاشبہ یہ تینوں بہت سخی ہیں اور اللّٰہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں۔ اب رہا یہ فیصلہ کہ سب سے بڑا سخی کون ہے؟ تو فیصلہ حضرت عَرابہ اُوسی رضی اللّٰہ عنہُ کے حق میں ہوا ،کیوں کہ انہوں نے تنگ دستی کے باوجود جو پایا خرچ کردیا۔ سب مل کر بولیں سب سے بڑا سخی کون ہے بالکل صحیح حضرت عَرابہ اُوسی رضی اللّٰہ عنہُ کیوں اس لئے فیصلہ حضرت عَرابہ اُوسی رضی اللّٰہ عنہُ کے حق میں ہوا کیوں کہ انہوں نے غربت کے باوجود جو کچھ پایا اس کو خرچ کر دیا ان کا کل سرمایہ تھے ہی وہ غلام اپنے دونوں ہاتھ غلاموں کے کندھوں سے اٹھائے اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر زور سے مارا اور کہنے لگے حضرت عَرابہ اُوسی رضی اللّٰہ عنہُ نے اپنا تمام مال و دولت خرچ کر دیا مگر یہ دو غلام باقی ہیں۔ میرے اور آپ کے پاس جوڑے ہیں اور ہم خرچ بھی کرتے ہیں سب سے قیمتی انگوٹھی اگر اللّٰہ کے راستے میں دے بھی دی تو پھر سوچتے ہیں کہ سب سے اچھی تھی جو میں نے دے دی بار بار اس کو یاد کرتے ہیں اور سب سے اچھا جوڑا دے دیں تو پھر دل میں کبھی کبھی چبھن سی اٹھتی ہے کہ سب سے اچھا ہی دے دیا فلاں جو بیوہ عورت تھی اس کو دے دیا اور کل آپ کی جو کلاس کی پارٹی تھی اس میں کھانے انواع و اقسام کے تھے اور اس میں دوست بھی خوب بن سج کر آئے تھے اور پھر جو تحفے تحائف تھے ایک سے ایک اچھا اور پھر جس کے حصے میں سب سے اچھا آیا اور اگر وہ آپ کو پسند آیا اور ارے واہ فلاں وہ جو قدیم تھا۔وہ جو فلاں بہت اچھا سا پیالہ تھا وہ فلاں کو مل گیا ارے میرے ہاتھ میں تو ایسا کچرا سا تحفہ آیا اتنا اچھا نہیں آیا تو بعض اوقات کیا ہوتا ہے عید کے موقع پر آپ پارٹی کرتی ہیں آپ کی زندگی میں بہت سے مواقع پر پارٹی ہوتی ہے کلاس میں بعض اوقات استاد تحفے تحائف دیتا ہے اب طالب علموں کو انعام دیتا ہے تحفے تحائف سے مراد انعامات دیتا ہے کسی کو اچھا ملتا ہے کسی کو کم قیمت کا ملتا ہے تو ایسے میں کیا ہوتا ہے مجھے کیوں کم قیمت کا ملا فلاں کو اچھا کیوں مل گیا اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ دے دے کر خوش ہوتے ہیں اور یہ دنیا کا مال کچھ بھی کام نہیں آنے والا ایک مثال میں آپ کو اور سنانا چاہتی ہوں بڑی خوبصورت مثال ہے اور آپ بھی اس کو سنیں تو پہروں بیٹھ کر اس پر سوچیں تو قد بہت چھوٹا سا اور وجود بہت حقیر لگتا ہے۔۔ حضرت عبداللّٰہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سخاوت میں بڑے مشہور تھے اسی لئے تو ان تینوں دوستوں نے مقابلہ بھی کیا۔ ایک مرتبہ کسی باغ کے پاس سے گزر رہے تھے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ باغ میں کھجوریں ا کٹھی کر رہا تھا اور دیگر چھوٹے موٹے کام کر رہا تھا حضرت عبداللّٰہ رضی اللہ عنہ کو یہ بڑا پسند آیا اس کی حرکات و سکنات کا خاموشی سے جائزہ لینے لگے اتنے میں باغ کے مالک کا بیٹا آیا اس کے ہاتھ میں دو روٹیاں تھیں اس نے غلام کو روٹیاں تھمائیں چنانچہ وہ ذرا ہٹ کر کھانے کیلئے بیٹھ گیا اسی دوران ایک کتا اس غلام کی طرف آگے بڑھا اور اس نے دم ہلانا شروع کر دی غلام نے ایک روٹی کتے کے سامنے پھینک دی کتے نے جلدی سے روٹی کھالی اور دوبارہ غلام کی طرف دیکھ کر دم ہلانے لگا غلام نے دوسری روٹی بھی اس کی طرف پھینک دی اور خود کام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا حضرت عبداللّٰہ

بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اس کے اس کام پر بڑا تعجب ہوا اس کے قریب آئے اور پوچھا اے لڑکے تمہاری ہر روز کی خوراک کیا ہے غلام بولا وہی جو آپ نے دیکھی ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم نے اس کتے کو اپنی دونوں روٹیاں کیوں کھلا دی غلام کہنے لگا حضرت ہمارے اس علاقے میں کتے نہیں ہوتے میرا خیال ہے اس کتے کو سخت بھوک اس علاقے میں لے آئی ہے اس لئے میں نے ایثار سے کام لیا اور اپنی روٹی اس کو کھلا دی حضرت عبداللہ رضی اللہ انہوں نے اس سے پوچھا تم آج رات کیا کھا کر گزارا کروگے وہ کہنے لگا آج کی رات میں بھوکا سو جاؤں گا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے دل میں کہنے لگے لوگ میری سخاوت کو دیکھ کر میری سرزنش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضرورت سے زیادہ سخاوت کرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نوجوان غلام مجھ سے زیادہ سخی ہے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اس غلام کے مالک کے پاس پہنچے اور عرض کیا(اب دیکھیں غلام نے اتنا اچھا کام کیا ہے اور کیسے اپنے آپ کو یہ ملامت کر رہے ہیں اب اس کے مالک کے پاس جاتے ہیں کہتے ہیں) بھائی یہ غلام مجھے بیچ دو غلام کے مالک نے پوچھا حضرت آپ اس کو کیوں خریدنا چاہتے ہیں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کو سارا قصہ سنایا اور کہا میری خواہش ہے کہ اس غلام کو خرید کر آزاد کر دوں میں یہ باغ بھی خرید کر اسے ہدیہ کر دوں تاکہ یہ آرام سے زندگی گزارے اس غلام کا مالک کہنے لگا جناب آپ نے تو اس کی ایک ہی خوبی دیکھی ہے اور آپ اس پر اتنے مہربان اور متاثر ہو گئے ہیں ہم تو ہر روز اس کی بے شمار خوبیاں دیکھتے ہیں میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں میں نے اس غلام کو اللہ کی خوشنودی کی خاطر آزاد کر دیا اور رہا یہ باغ تو یہ بھی میری طرف سے اس کو ہدیہ ہے تحفہ ہے۔ کل رات دعوت میں پائے تھے سب سے پہلے میں نے لے لیا سالن اور بوٹی بڑی اچھی تھی وہ لے لی پھر کھائی پھر بعد میں نے دیکھا تو پیالے میں ہڈیاں تھیں میں سوچنے لگی پتہ نہیں باقیوں کو ملی بھی تھی کے نہیں میں نے سب سے پہلے کیوں لے لی تو کیا ہوتا ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کبھی دل چاہتا ہے سب سے پہلے لے لیں کبھی یہ دل چاہتا ہے کہ نہیں میں سب سے بعد میں لوں تاکہ پہلے لوگوں کو مل جائے کبھی بعد میں بھی لیتے ہیں دل اندر سے ستاتا رہتا ہے فلاں کیک تو مجھے ملا ہی نہیں مجھے سب سے آخر میں لینے کو ملا نا تو اس لئے فلاں فلاں ڈش تو ختم ہی ہو گئی تھی پھر گھر آ کے بھی اس کا ذکر کرتے رہتے ہیں پھر باتوں میں بھی شکوہ کرتے ہیں مجھے تو ملا ہی نہیں ہے نا میرا اور آپ کا حال کیا ہے بس دنیا، دنیا کی محبت ،تحفہ تو سب سے اچھا، عزت تو سب سے زیادہ ملے ،کرسی تو سب سے اچھی ملے مجھے سب سے پہلے ملے مجھے سب سے زیادہ پوچھا جائے مجھے سب سے زیادہ سراہا جائے دنیا کے پیچھے میں نےاور آپ نے بھاگتے بھاگتے جوانی بتا دی بال سفید ہو رہے ہیں یہی چاہتے ہیں سب سے زیادہ میں خوبصورت لگوں سب سے اچھے میرے کپڑے ہوں سب سے پہلے فون مجھے آئے۔ اچھا آپ کو پہلے فون کر کے دعوت دے دی تھی مجھے تو دعوت دی نہیں یہی کچھ کرتے ہیں نا میں اور آپ تو قارون کا کیا حال ہوا آیت نمبر 80 کیا بتاتی ہے **وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ** کہ وہ جو علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس تمہارے حال پر اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے یہی ہے ایمان اورعمل صالح میرا اور آپ کا سینہ تو گردن تک دنیا کی محبت سے بھرا پڑا ہے جب چاہتے ہیں بس یہی چاہتے ہیں کہ لوگ ہمیں دیں ہم لوگوں سے لیں اور بس دنیا کے اندر بے شک جھوٹا ہی ہو ایک وقار ایک محبت ایک عزت ہونی چاہئے بھلے سے کیسے بھی مل جائے ایمان اور نیک عملوں کی لذت تو اس غلام سے پوچھنی چاہئے ان تینوں سخی لوگوں سے پوچھنی چاہئے اور میں تو جب اس کہانی کو پڑھتی ہوں اور بار بار جب بھی پڑھتی ہوں تو میں کہتی ہوں کہ میں ان تینوں کے عملوں میں سے کسی کے قدموں کی خاک تک بھی نہیں ہوں۔ تو میں اور آپ قدر کیا جانیں ایمان اور عمل صالح کی

قیمت کیا جانیں کہ کسے کہتے ہیں بھاگ رہے ہیں منہ اٹھائے ہوئے دنیا کی طرف اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ علم رکھنے والے اس کو سمجھانے لگے یعنی قارون کی دولت اور زینت اور شان و شوکت اور اس کے خادم اور گھوڑوں کو دیکھ کر ایک گروہ کہنے لگا **يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ** دوسرا گروہ کہنے لگا **وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ** اب میں اور آپ اپنے آپ سے پوچھیں میرا شمار کن لوگوں میں ہے

آیت نمبر 81۔ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ
ترجمہ۔ آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دَھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ آخر کار ہم نے اس کو دھنسا دیا **فَخَسَفْنَا** ہم نے اس کو دھنسا دیا اور **بِهِ** اس کے ساتھ **وَبِدَارِهِ** اور اس کے گھر کو بھی. ہم نے اسے اور اس کے گھر کو دھنسا دیا **الْأَرْضَ** زمین میں آپ دیکھ لیجئے یہاں پہ اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں **فَخَسَفْنَا** ہم نے اس کو دھنسا دیا **وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ** اور اس کے گھر کو بھی کہاں دھنسایا؟ زمین کے اندر تو وہ تو گیا تھا شان و شوکت کا مظاہرہ کرنے کے لئے وہ تو گیا تھا اپنی ٹھاٹھ باٹ کا مظاہرہ کرنے کے لئے اس نے تو کبر کا اظہار کیا اس نے متکبرانہ مظاہرہ کیا اور میری بہنوں اللہ کو تکبر سخت ناپسند ہے اللہ ایسے لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرتا جو دنیا پر ریجھے ہوئے ہیں اور مظاہرۂ ترقی کے عروج پر پہنچنے کی ہر وقت آرزو کرتے ہیں کہ فلاں کو جو ملا ہے کاش کہ مجھے ملا ہوتا یہ بھی نہیں سوچتے کہ حلال طریقے سے اس نے کمایا یا حرام طریقے سے فلاں جی فلاں تو بڑا ہے وہ پتہ نہیں والدین کے بھی حقوق ادا کرتا ہے کہ نہیں بیوی اور بچوں کے کرتا ہے کہ نہیں کیسا ہے اور وہ صاحب جریج کا واقعہ تو آپ کو یاد ہے نا کہ وہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار بڑا خوبصورت بڑی ٹھاٹھ باٹ سے نکلا اور ماں کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ میرے بچے کو بھی ایسا کر دیں اور بچہ دودھ پی رہا تھا دودھ پیتاوہ چھوڑ کر کہنے لگا اللہ تعالیٰ مجھے ایسا نہ کرنا پھر تھوڑی دیر میں ایک لونڈی جو تھی مارتے پیٹتے لوگ اس کو لے کر آئے تو ماں کہنے لگی اللہ میرے بیٹے کو ایسا نہ کرنا تو بیٹے نے پھر دودھ چھوڑا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ مجھے ایسا کر دینا ماں نے کہا اوہ سرمنڈے اس کے سر پر گویا کہ بال نہیں تھے اوہ سرمنڈے بتا وہ اتنا خوبصورت نوجوان اور اتنا خوبصورت اس کا گھوڑا اور اس پر وہ شان و شوکت سے جا رہا تھا اس کے لئے دعا مانگی تم نے کہا مجھے ایسا نہ کرنا اور جس کو مار پیٹ رہے تھے برا بھلا لوگ کہہ رہے تھے تو میں نے کہا کہ ویسا نہ کرنا تم نے کہا ویسا کر دے تو پھر اس نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ وہ ظالم شخص ہے جس کا جیسا بننے کی تم نے دعا کی اور وہ جو لونڈی ہے وہ نیک عورت ہے لوگ اس پر ظلم ڈھا رہے ہیں اور اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے کہا اللہ مجھے ویسا کر دے تو ظاہری چیزوں کو دیکھ کر دھوکا نہیں کھانا چاہئے فریب نہیں کھانا چاہئے کسی کی جھمکے دیکھ کر، کسی کا ہار دیکھ کر، کسی کی گاڑی دیکھ کر، کسی کے گھر کو دیکھ کر جو حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی قدر و قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھی اور کسی کے پاس تو نہیں تھی تو اصل بات کیا ہے۔ آخرکار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسادیا **فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ** پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اس کو زمین میں دھنسا دیا تو پس نہ تھی اس کے لئے کوئی جماعت۔ اس کے لئے کوئی بھی جماعت نہ تھی کوئی بھی گروہ نہ تھا **يَنْصُرُونَهُ** جو اس کی مدد کرتی، جو اس کی مدد کو آتا **مِنْ دُونِ اللَّهِ** اللہ کو چھوڑ کر **وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ** اور نہ تھا وہ انتقام لینے والوں میں سے، نہ

کوئی اس کا حامی اور ناصر ہوا اور نہ ہی وہ خود ہی انتقام لے سکا تو دراصل قارون مجرم تھا مجرموں سے ان کے گناہ پوچھے نہیں جاتے اور کیا بات پتہ چلتی ہے کہتے ہیں کہ قارون جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف بن گیا تو فرعون سے جا ملا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کی کوششیں کرتا رہتا تھا اور ایک دفعہ ہوا کیا کہ اس نے یہ سازش تیار کی کہ ایک فاحشہ عورت کو کچھ دے دلا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ پر زنا کی تہمت لگا دے اور پھر کہتے ہیں کہ مجمع عام میں اس عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے خوف سے کانپ گئے چنانچہ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر عورت سے قسم دے کر پوچھا کہ اس نے یہ بات کیوں کہی اس نے توبہ و استغفار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے قارون نے اس حرکت پر آمادہ کیا تھا اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سجدے میں گر کر قارون کے خلاف بددعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے فرمایا کہ میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے کہ آپ کی حکم کی تعمیل کرے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ اسے اور اس کے محلات کو نگل جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا تفسیر طبری میں یہ بات لکھی ہوئی ہے تو یہ ہے بات کہ اس وجہ سے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ جب قارون پوری سج دھج کے ساتھ قوم کے سامنے آیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ قوم کو اللہ کے سچے تاریخی واقعات سنا کر نصیحت کر رہے تھے لوگوں نے اسے دیکھا تو بہت سے افراد ادھر ہی دیکھتے رہ گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلا کر کہا تم نے یہ کام کیوں کیا اس نے کہا حضرت موسیٰ اگر آپ کو مجھ پر نبوت کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے تو میں مال کی وجہ سے آپ سے افضل ہوں آپ پسند کریں تو ہم دونوں ایک دوسرے کے خلاف بددعا کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام میدان میں نکلے قارون اپنے لوگوں کے ساتھ نکلا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم دعا کرو گے یا میں دعا کروں اس نے کہا میں دعا کروں گا قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف دعا کی لیکن اس کی دعا قبول نہ ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اب میں دعا کروں اس نے کہا کیجئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ زمین کو حکم دے کہ آج میری اطاعت کرے اللہ نے وحی کی کہ میں نے زمین کو یہ حکم دے دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے زمین انہیں پکڑ لے زمین نے ان سب قارون اور اس کے ساتھیوں کو قدموں تک پکڑ لیا پھر آپ نے فرمایا انہیں پکڑ لے زمین نے انہیں گھٹنوں تک پکڑ لیا اس کے بعد وہ کندھوں تک دھنس گئے پھر آپ نے فرمایا ان کے خزانوں اور مال و دولت کو بھی لے آ دیکھتے ہی دیکھتے سب کچھ حاضر ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا **بنو لاوی** زمین کے اندر چلے جاؤ چنانچہ وہ سب نظروں سے اوجل ہو گئے اور اوپر سے زمین ہموار ہو گئی یہ ہے اس کا مطلب **فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ** نہ خود مدد کر سکا اور نہ ہی کوئی اس کی مدد کو آ سکا تو قیامت کے دن بھی کیا ہو گا کہ آپ پڑھ چکی ہیں **فَمَا لَهُ مِن قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ (10**۔ سورت الطارق) اسی طرح یہ بات ہمیں پتہ چلتی ہے کہ قیامت کے دن بھی انسان کے کچھ کام نہیں آئے گا اچھا جب وہ زمین میں غرق ہو گیا تو پھر کیا ہوا

آیت نمبر 82۔ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ

ترجمہ۔ اب وہی لوگ جو کل اس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے "افسوس، ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نَپا تلا دیتا

ہے اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دَھنسا دیتا افسوس ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پایا کرتے"

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ۔ **وَأَصْبَحَ** اور صبح کے وقت ہو گئے وہ لوگ جو صبح کے وقت تمنا کر رہے تھے، وہ ہو گئے **الَّذِينَ** وہ لوگ **تَمَنَّوْا** جو تمنا کر رہے تھے **مَكَانَهُ** اس کے مکان کی یعنی اس کے محل، اس کی مال و دولت، اس کی جو شان و شوکت، اس کا جو مرتبہ اور مقام تھا اس کی جو لوگ تمنا کر رہے تھے **بِالْأَمْسِ** امسِ کونسا کل ہوتا ہے گزرا ہوا کل۔ تو جو کل اس کے شان و شوکت اور محل اور مال و دولت کی تمنا کر رہے تھے وہ ہو گئے یعنی ان کی حالت بالکل بدل گئی اور وہ ہو گئے **يَقُولُونَ** وہ کہنے لگے **وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ** تو اس کے بعد انہوں نے کیا بات کہی انہوں نے کہا کہ افسوس **وَيْكَأَنَّ** افسوس اب آپ دیکھیں کہ **وَيْ** جو ہے۔ **وَيْ** اسم فعل ہے اس کے معنی تعجب کے ہیں بعض کہتے ہیں اصل میں یہ **وَيْک** ہے "**ک**" بھی ساتھ ہے اظہارِ ندامت کے لئے آیا ہے تو بہرحال اِس کے معنی ہیں بے شک اظہارِ ندامت کے لئے یا تعجب کے لئے افسوس **وَيْكَأَنَّ** افسوس ان پر گویا کہ اللّٰہ **يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ** اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور رزق بھی کیسا دیتا ہے؟ **بَسَطَ بَسِيط** کیا معنی ہیں اس کے کھلا رزق دیتا ہے کشادہ رزق دیتا ہے اور **وَيَقْدِرُ** یہ دوبارہ آپ کہہ سکتی ہیں کہ **لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ** کہ جس کے لئے چاہتا ہے پھر اس کو نپا تلا دیتا ہے تو رزق کی کشادگی اور تنگی جو کچھ بھی ہے یہ اللّٰہ کی مشیت کی بنا پر ہے کسی کو زیادہ رزق دینے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللّٰہ اس سے بڑا خوش ہے اور اس کو انعام دے رہا ہے اور کسی کو اگر اللّٰہ کم دے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللّٰہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے اکثر نیک لوگوں پر تنگی ہوتی ہے لیکن وہ اللّٰہ کے محبوب ہوتے ہیں تو یہ تنگی بھی ان کے لئے اللّٰہ کی رحمت ہوتی ہے کیوں اس لئے کہ وہ خوش حالی پا کر قارون اور ہامان اور فرعون نہیں بن جاتے ہیں۔ اصل بات جو ان لوگوں نے کہی جو کل حسرت کر رہے تھے **لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا** انہوں نے کہا اگر اللّٰہ نے ہم پر احسان نہ کیا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیا ہوتا کیا مطلب ہے کہ گویا کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللّٰہ تعالیٰ ہم پر فضل نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا **وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ** افسوس اب افسوس کر رہے ہیں ظاہرِ ندامت ہے کہ افسوس گویا کہ **لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ** کہ ہم کو یاد ہی نہیں رہا کہ کافر فلا ح نہیں پایا کرتے کیا مطلب ہے ان کا؟ ہم بھول گئے کہ ناشکروں کو تو کبھی کامیابی ہوتی نہیں **وَيْكَأَنَّهُ** تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے؟ افسوس کہ ہم کو یاد ہی نہیں رہا کہ کافر فلاح نہیں پاتے تو ہم سمجھتے تھے کہ دنیا کی خوشحالی ہی اصل میں فلاح ہے اور قارون کے پاس جو دولت ہے تو بڑی فلاح پا رہا ہے اب پتہ چلا کہ حقیقی فلاح کسی اور ہی چیز کا نام ہے

آیت نمبر 83۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

ترجمہ۔ وہ آخرت کا گھر تو ہم اُن لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں اور انجام کی بھَلائی متقین ہی کے لئے ہے

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ وہ ہے آخرت کا گھر **تِلْكَ** یہاں پہ اشارہ بعید ہے اور عظمت کے لئے آیا ہے کہ جو آخرت کا گھر ہے **الدَّارُ الْآخِرَةُ** آخرت کا گھر **نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ** ہم بنا دیتے ہیں اور ہم بنا دیں گے ہم مخصوص کر دیں گے ان لوگوں کے لئے **لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ** جو زمین میں **عُلُوًّا** نہیں چاہتے **وَلَا فَسَادًا** اور نہ ہی فَسَاد **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ** اور عاقبت متقین کے لئے ہے تو اس آیت سے کیا پتہ چلتی ہے

بات کہ **عُلُوًّا** کا مطلب ہوتا ہے کہ سرکشی کرنا، سر اٹھانا، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا، ظلم و زیادتی کرنا ،اپنے آپ کو برتر کہنا اور دوسروں کو باور کرانا کہ میں کوئی بڑی چیز ہوں (جیسے over react کرنا)تو اللہ تعالیٰ یہاں پر کیا کہتے ہیں کہ آخرت کا گھر ہم نے مخصوص کر دیا ہے اور ہم مخصوص کر دیں گے **لَا نَجْعَلُ** میں دو فعل پائے جاتے ہیں **فعل** حال بھی اور **فعل** مستقبل بھی یہ مضارع ہے ان لوگوں کے لئے ہم نے مخصوص کر دیا اور مخصوص کر دیں گے وہلوگ جو زمین میں دنیا میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے جو دنیا میں کبر نہیں کرتے **وَلَا فَسَادًا** نہ فساد کرنا چاہتے ہیں فساد کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ لوگوں کا ناحق مال لے لینا، نافرمانیاں کرنا، اللہ کے حق ادا نہ کرنا، اللہ کے بندوں کے حق ادا نہ کرنا جن کے اندر یہ دو برائیاں پائی جاتی ہیں اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ ہم آخرت کا گھر ان لوگوں کو نہیں دیں گے **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ** عاقبت تو متقین کے لئے ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے ہمیں بھی اپنے عملوں کا جائزہ لینا چاہئے کہ ایسا تو نہیں ہے کہ ہر وقت ہم اپنی بڑائی چاہتے ہیں مثلا کام کوئی کرے اور میں ظاہر یہ کرتی ہوں کہ یہ میں نے کیا ہے کھانا کسی نے پکایا اور میں نے جا کے پیش کر دیا اور واہ واہ ہونے لگی اور دوسرے کو بتاتی نہیں کہ میں نے پکایا نہیں ہے یا یہ کہ کسی نے کھانا پکایا بڑی محنت کے ساتھ اور پھر اس کی تعریف ہونے لگی کلاس میں تو میں کہتی ہوں کہ ترکیب میں نے بتائی تھی کسی نے روڈ ٹیسٹ پہلی دفعہ میں پاس کر لیا تو میں کہتی ہوں استاد تو میں ہی تھی نا میں نے تو اس کو سکھایا تھا کہ گاڑی کیسے چلاتے ہیں۔ ہر وقت صرف اپنا آپ انسان کو نظر آتا ہے کہ یہ میں ہی تھی جس نے تھوڑے پیسوں میں اپنے بچوں کی شادی کر دی اُس کی ضروریات کو پورا کیا میں ہی تھی جو میں نے گھر بنا لیا کوئی اور عورت ہوتی تو پھر میں دیکھتی تو بعض اوقات ہم کیا کرتے ہیں بس **"میں"** آپ کو بس جھکنے نہیں دیتی ہر وقت **"میں"** تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آخرت کا گھر معمولی چیز نہیں ہے یہ دنیا تو قارون فرعون اور ہامان کو بھی دے دی مکہ کے سرداروں کے پاس بھی ہے اپنے آپ کو بڑا سمجھے بیٹھے ہیں اور وہ لوگ جو زمین میں **عُلُوًّا** اور **فَسَادًا** یہ دو برائیاں جن کے پاس ہیں ان کو ہم آخرت نہیں دیں گے **وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ** آخرت کا گھر انجام کی بھلائی صرف متقین کے لئے ہے اس کے معنی کیا ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہیں اللہ سے ڈرنا اور اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرنا یہ ہے اصل بات تو ان کو ملے گی عاقبت ان کی ہوگی آخرت اور تقوی کا یہاں پر مطلب کیا ہے تواضع ،عاجزی ،انکساری، فروتنی، اطاعت تو جنت جو ملے گی **الدَّارُ الْآخِرَةُ** کن لوگوں کو ملے گا جن کے اندر کبر نہیں پایا جاتا بس کوئی بات نہیں جیسے بعض اوقات میں اور آپ کہتے ہیں کہ میرا مشورہ نہیں مانا گیا اس لئے اب میں یہ کام نہیں کرتی میری تجویز پر عمل نہیں ہوا اس لئے اب میں دعوت پر نہیں آتی مجھے پوچھ کر ٹائم نہیں رکھا گیا مجھے پوچھ کر یہ نہیں ہوا اپنے آپ کو ہمیں مٹا دینا چاہئے

؎ مٹا دے اپنی ہستی کو گر مرتبہ چاہئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

تو اپنے آپ کو مٹائیں گے تو پھر ہی تو ہم اللہ کے پسندیدہ بندے بن سکتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انجام بتاتے ہیں وہ لوگ جو ہر دنیا دار کو دیکھ کر کہتے ہیں **يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ** اور جو دوسرا گروپ ہے جو کہتا ہے **وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ**

آیت نمبر 84۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا ۖ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ۔ جو کوئی بھَلائی لے کر آئے گا اس کے لئے اس سے بہتر بھلائی ہے، اور جو بُرائی لے کر آئے تو بُرائیاں کرنے والوں کو ویسا ہی بدلہ ملے گا جیسے عمل وہ کرتے تھے

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں تو اس کو اس سے بہتر دیا جائے گا جو نیکی لے کر آئے گا **فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا** جو نیکی لائے گا اسے اس سے بہتر دی جائے گی گویا کہ نیکی کا بدلہ کئی گنا زیادہ ہے اللہ تعالیٰ اصل اجر سے بہت زیادہ اجر دے گا دس گنا سے سات سو گنا تک یہاں پہ اس آیت میں جزا اور سزا سے متعلق ضابطۂ الٰہیٰ بتایا جا رہا ہے **وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ** اور جو برائی لے کر آئے گا **فَلَا يُجْزَى** تو اس کو بدلہ دیا جائے گا **عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ** جو اس نے برائیاں کی **إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** تو برائیاں کرنے والوں کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے وہ عمل کرتے تھے **إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ** اس سے بڑھ کر نہیں دیا جائے گا برائی کا بدلہ بس اتنا ہی جتنی برائی کی تھی اس بدلے میں زیادتی نہیں ہوگی یہ ہے عدل کا تقاضا، یہ ہے اللہ کی رحمت، یہ ہے اللہ کا پیار تو آپ دیکھ لیجئے کہ نیکی پر اللہ نے یہ نہیں وعدہ کیا کہ صرف بدلہ ملے گا بلکہ کیا کہا کہ نیکی جو ہے وہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا نیکی کا بدلہ اور برائی کے لئے اللہ تعالی نے کیا کہا کہ اس کا بدلہ دیا جائے گا بس اتنا ہی جتنا کہ لوگ کرتے ہیں زیادہ سزا نہیں ملے گی تو اصل بات کیا ہے کہ اللہ کے لئے کرنا اور اللہ کومعیار چاہئے مقدار نہیں چاہئے تو یہاں پہ جو بدلہ ہے **مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ** تو اس کا مطلب کیا ہے کہ جب اللہ خیر دے گا تو مرادکیا ہے کہ وہ چیز معیار میں بھی اچھی دے گا مقدار میں بھی اچھی دے گا اس کی شکل، اس کی ساخت جو کچھ بھی ہے ہر لحاظ سے اچھی دے گا۔ تو دنیا میں جتنی اچھی چیز کا ہم تصور کر سکتے ہیں ان سب سے بہترین دیا جائے گا۔ تو انسان دنیا کے پیچھے بھاگتا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو تسلی دی جا رہی ہے

آیت نمبر 85۔ إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمہیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے اِن لوگوں سے کہہ دو کہ "میرا رب خُوب جانتا ہے کہ ہدایت لے کر کون آیا ہے اور کھُلی گمراہی میں کون مُبتلا ہے"

کہ آپ کو جو نبی بنایا گیا اور آپ کو جو قرآن مجید کی نعمت سے مالا مال کیا گیا تو کیوں کسی پریشانی یا مصیبت کے لئے نہیں بلکہ **إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ** اے نبی ﷺ یقین جانو کہ جس نے قرآن تم پر فرض کیا ہے **الَّذِي** وہ ذات یعنی اللہ **الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ** اس نے فرض کیا ہے قرآن تم پر **لَرَادُّكَ** یہ اسم فاعل ہے تجھ کو پھیرنے والا ہے لوٹانے والا ہے کہاں **إِلَىٰ مَعَادٍ ۚ** مَعَاد کی طرف تو **مَعَاد** جو ہے یہ ظرفِ زمان اور اسم ظرف مقام بھی ہے یعنی لوٹ کر آنے کی جگہ بھی اور وقت بھی اور **مَعَادٍ** کسے کہتے ہیں **(ع و د)** لوٹنے کی جگہ یا لوٹنے کا وقت تو اس لفظ کے معنی میں کافی وسعت ہے معنی پھر کیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں جیسے جمہور مفسرین نے اس سے مراد فتح مکہ لیا ہے کیوں ؟ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کو چھوڑ رہے تھے تو آپ اداس بھی تھے اور آپ دیکھیں کس طرح مسلمان مکہ سے نکلے تھے مسلمانوں کو کیا تسلی دی، رسول اللہ ﷺ کو کیا خوشخبری سنائی اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ تعالیٰ ایک بہترین **مَعَادٍ** کی طرف تمہیں واپس لوٹانے والے ہیں اور مراد کیا ہے کہ ایک دن تم مکہ کی طرف فاتح بن کر آو گے مکہ فتح ہو جائے گا تو کہتے ہیں مکہ سے مدینہ کی طرف آپ ہجرت کر رہے تھے

تب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس مکہ شہر میں آپ فاتح بن کر آئیں گے سورت البلد میں آپ نے کیا پڑھا **وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ (2)**دوسرے اس کے معنی کہتے ہیں کہ اس سے مراد جنت ہے کہ دنیا میں مشکلیں ہیں ،مصیبتیں ہیں، تنگی ہے لیکن انشاءاللّٰہ اصل **مَعَادٍ** تو کیا ہے جنت ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد آپ کی زندگی کا آخری وقت ہے اور آخری وقت آپ کا بہترین **مَعَادٍ** تھا کیا؟ کہ اس وقت پورا جزیرہ عرب اسلام کے زیرنگوں آگیا تھا اور آپ ایک حاکم تھے مدینہ اسلامی ریاست تھی اسلام کے علاوہ کوئی بھی دین جزیرہ عرب میں باقی نہیں رہا تھا تو بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت ہے تب پتہ چلے گا نا صحیح کیا ہے غلط کیا ہے تو بہترین معاد ملے گا بعض کہتے ہیں اس سے مراد مقام محمود ہے تو بہرحال سارے معانی تو اصل بات کیا ہے کہ جلدی آپ کو خوشیاں ملنے والی ہیں تو **مَعَادٍ** وہ جگہ جس کی طرف انسان کو لوٹایا جاتا ہے تو وہ مقام جو بڑی شان اور عظمت کا مقام ہے تو اے محمد ﷺ جلدی آپ کو شان اور عظمت کا مقام ملنے والا ہے **قُلْ** کہہ دیجئے **رَبِّي** میرا رب **أَعْلَمُ** زیادہ جانتا ہے **مَنْ جَاءَ بِالْهُدَىٰ** کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے **وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ** اور کون کھلی گمراہی میں ہے کیونکہ اہل مکہ اپنے آپ کو یہ سمجھتے تھے کہ ہم زیادہ عقل مند ہیں اگر ہدایت کو قبول کر لیا تو ہدایت کو قبول کرنے کے نتیجے میں **نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا** تو وہ اپنے آپ کو زیادہ عقل مند سمجھتے تھے اور بعض لوگ جو حرام کاریاں کرتے ہیں ڈاکے فساد، چوریاں ،قتل و غارت ،ڈکیتی، ظلم تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم زیادہ عقل مند ہیں تو اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اللّٰہ زیادہ جانتا ہے کہ کون ہدایت لے کر آیا ہے اور کون کھلی گمراہی میں مبتلا ہے

آیت نمبر 86- وَمَا كُنْتَ تَرْجُو أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ
ترجمہ- تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہ تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی، یہ تو محض تمہارے رب کی مہربانی سے (تم پر نازل ہوئی ہے)، پس تم کافروں کے مدد گار نہ بنو

وَمَا كُنْتَ تَرْجُو اور تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہیں تھے **أَنْ يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ** کہ آپ کی طرف کتاب نازل کی جائے گی کیونکہ اہل مکہ اس بات پر ناراض ہوتے تھے کہ قرآن کی کتاب آپ پر ہی کیوں اتری آپ کو ہی رسول کیوں بنایا گیا اب یہاں پر رسول اللّٰہ ﷺ کی نبوت کے ثبوت میں یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ آپ تو بے خبر تھے آپ کو تو پتہ بھی نہیں تھا کہ آپ کو نبی بنایا جانے والا ہے جیسے آپ نے پیچھے پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے تھے آگ لینے اور پیغمبری مل گئی پتہ تو نہیں تھا کہ پیغمبر بنائے جانے والے ہیں تو وہی بات کہ تم اس بات کے ہرگز امیدوار نہیں تھے کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی **إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ ۖ** مگر یہ تمہارے رب کی مہربانی ہے یعنی اللّٰہ نے مہربانی کی کہ تم پر کتاب نازل کی تو کتاب کا نزول اللّٰہ کی رحمتوں میں سے سب سے بڑی رحمت ہے ویسے تو دیکھیں تو دنیا میں بہت سی نعمتیں ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں کھانا، پینا، سورج، چاند، ستارے ،گھر، والدین، ہوائیں سب بہت بڑی نعمتیں ہیں لیکن سب سے بڑی نعمت اسلام کی نعمت ہے رسول اللّٰہ ﷺ کا رسول بنا کر بھیجا جانا، کتاب کا نزول اور دین اسلام کی نعمت کیونکہ جتنی نعمتیں ہیں ہم دنیا میں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور جوں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں دنیا میں رہ جاتی ہیں تو ایک نعمت ہے جو اسلام کی نعمت ہے رسول اللّٰہ ﷺ کی سیرت پر چلنا اور اچھا مسلمان بننا جو موت کے وقت، جو قبرمیں، جو حشر کی رسوائیوں میں، جو پل صراط کی تنہائیوں میں، ہر موقع پہ انسان کا سہارا بنتی ہے تو یہاں پہ رحمت سے مراد نبوت ہے کہ آپ کو نبی بنایا گیا جب آپ نبی بنے تو کیا ہوا؟ پھر کتاب نازل

ہوئی تو رب کی مہربانی سے آپ کو نبی بنایا گیا آپ پر کتاب کو نازل کیا گیا **فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ** پس تم کافروں کے مددگار نہ بنو تو یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ آپ کافروں کے مددگار نہ بنو اس سے کیا مراد ہے؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ جتنے بھی لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا تو اب کیا ہے؟ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس نعمت کے ملنے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟ اللّٰہ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور کافروں کی مدد اور ہمنوائی نہیں کرنی چاہئے اور بعض مفسرین تو یہ بھی کہتے ہیں کہ دار الکفر میں رہنا بھی کافروں کی مدد کرنا ہے تو کیا ہے؟ کہ ہجرت کی جائے کہ دار الکفر کو چھوڑ دینا چاہئے تو یہاں پہ جو بات بتائی جارہی ہے پھر کیا ہے؟ کہ اللّٰہ رب العزت رسول اللّٰہ ﷺ سے کہہ رہے ہیں کہ جو قرآن مجید اللّٰہ تعالی نے آپ کو دیا ہے جو احکامات دیئے ہیں اس کو بلا کم و بیش لوگوں کو پہنچا دیں ایسا نہ ہو کہ آپ کوئی چیز کافروں کو نہ بتائیں کہ وہ ناراض ہوتے ہیں تو اصل میں کافروں کو یہ ڈانٹ دی جارہی ہے یہاں پہ کافروں کو تنبیہ ہے کہ تم چاہتے ہو کہ رسول اللّٰہ کو دبا دو یا اسلام کو دباؤ یا مسلمان یا رسول اللّٰہ ﷺ سمجھوتا کر لیں مداہنت(نرمی) اختیار کر لیں تو یہ مت بھولو کہ جس نے مداہنت کی تو کیا ہوگا کہ اللّٰہ کے ہاں پھر اس کو پوچھا جائے گا. تو اللّٰہ تعالیٰ نے قریش کے سرداروں کو سنا کر تنبیہ کی ہے کہ اپنے دل کے کسی گوشے میں بھی یہ امید نہ رکھنا کہ ان مخالفتوں کی وجہ سے رسول اللّٰہ ﷺ کچھ نرمی کریں گے بلکہ کیا ہے کہ کافروں کو مایوس ہو جانا چاہئے اور دین کے معاملے میں کوئی بھی مداہنت نہیں ہے- پیچھے آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پڑھا تھا کہ انہوں نے کیا کہا تھا کہ میں مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا تو اس کے کیا معنی ہیں کہ کسی بھی طرح سے گناہ میں مجرموں کا ساتھ نہیں دینا چاہئے لیکن اگر کوئی جرم کر رہا ہے کوئی گناہ کر رہا ہے اس کو سمجھانا اس کا ساتھ دینے میں نہیں آتا اس کا کیا مطلب ہے کہ آپ حق کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں کہ آپ کو نفرت کس سے ہے گناہ سے ہے جو لوگ گناہ کر رہے ہیں ان کے گناہوں سے نفرت ہے فرد سے نفرت نہیں کرنی چاہئے تاکہ آپ فریضہِ اقامت دین ادا کرتے رہیں تو اب کام تو کرتے رہنا ہے ان کے کہنے پر اسلام کو بدلنا نہیں ہے اور ان کا ساتھ نہیں دینا مداہنت اختیار نہیں کرنی تو پس تم کافروں کے مددگار نہیں بنو پھر اس کے بعد

آیت نمبر 87- وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ ۖ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
ترجمہ- اور ایسا کبھی نہ ہونے پائے کہ اللّٰہ کی آیات جب تم پر نازل ہوں تو کفّار تمہیں اُن سے باز رکھیں اپنے رب کی طرف دعوت دو اور ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ پھر کیا فرمایا اور کبھی ایسا نہ ہو، کبھی بھی ایسا نہ ہو پائے اور کیا **وَلَا يَصُدُّنَّكَ** کہ وہ روکیں تجھ کو **عَنْ آيَاتِ اللَّهِ** اللّٰہ کی آیات سے یہ جو اللّٰہ کی آیات کی تبلیغ ہے کافر اس سے آپ کو نہ روکیں **بَعْدَ إِذْ أُنْزِلَتْ إِلَيْكَ** جبکہ وہ آپ کی طرف نازل ہو چکی ہیں تو کافر آپ کو اللّٰہ کا پیغام، اللّٰہ کی آیات کو پہنچانے سے باز نہ رکھیں **وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ** اپنے رب کی طرف دعوت دو **وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ** اور ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو تو یہاں پہ دعویٰ کا طریقہ بھی بتایا جارہا ہے اور رسول اللّٰہ ﷺ کو تسلی بھی دی جارہی ہے اور آپ کو یہ بات بھی بتائی جارہی ہے کہ آپ کو جو کام اللّٰہ تعالیٰ نے دیا ہے بڑا ہی افضل ہے اور بڑا ہی بہترین کام ہے اور آپ اس پر پریشان نہ ہوں ہانکے پکارے پیغام دیں اور کافروں کا کفر یا ان کی مخالفت تمہیں اللّٰہ کے دین کو پھیلانے سے روک نہ دے **وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ** دعویٰ کا کام کرتے رہو ایک ندی ایک جوئے شیر بن کر(جیسے ندی رواں دواں ہوتی

جو پانی مسلسل بہتا رہتا ہے وہی ٹھیک ہوتا ہے ورنہ اس میں سڑاند اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے) تو داعی بہتے پانی کی طرح داعیانہ کردار ادا کرتا رہتا ہے
ے کھیتوں کو دے لو پانی کہ بہہ رہی ہے گنگا
کچھ کر لو نوجوانوں اٹھتی جوانیاں ہیں
وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اور آپ نہ ہو جائیں شرک کرنے والوں میں سے رسول اللہ ﷺ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے لیکن یہاں پر پھر کیوں اللہ تعالی نے آپ کو یہ بات کہی یہ بات تاکید کی وجہ سے کہی ہے محض تاکید کے لئے ورنہ آپ شرک کے خلاف ہی تو جہاد کر رہے تھے اور آپ سے شرک کا صدور ہونا تو ناممکن تھا تو مطلب کیا تھا کہ دوسرے لوگوں کو زیادہ تنبیہ ہو جائے

آیت نمبر 88۔ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
ترجمہ۔ اور اللہ کے ساتھ کسی دُوسرے معبُود کو نہ پکارو اُس کے سوا کوئی معبُود نہیں ہے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اُس کی ذات کے فرماں روائی اُسی کی ہے اور اُسی کی طرف تم سب پلٹائے جاؤ گے

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نا پکارو **لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ** اِس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پھر توحید کی دعوت ہے جو مکی دور میں خاص طور پر رسول اللہ ﷺ 13 سال تک عقائد مضبوط کرتے رہے اس میں سب سے پہلی بات جو آپ نے کہی کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ** اس کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے ،ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے **لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ** حکومت اِس کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔ یہ جو آخری آیت ہے ایک آیت کے اندر اللہ رب العزت نے دو عقائد بتائے ہیں ایک توحید کا اور دوسرا آخرت کا تیسرا بندگی کا طریقہ بتایا ہے کہ جو خالق ہے اصل میں حاکم بھی وہی ہے اور اس کی حکومت ہے تو اس کے محکوم بن جاؤ وہ خالق ہے تو پھر اس کے بندے بن جاؤ اور بندے کیسے بنو کہ ایک اللہ کی بندگی کرو اور باقی جو کچھ بھی زمین میں ہے قارون کا خزانہ کیوں نہ ہو مکہ کے سرداروں کے باغیچے کیوں نہ ہوں ساری چیزوں کو فنا حاصل ہونا ہے اور فنا کب ہوگا؟ جلدی ہوگا **وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ** اللہ کی طرف تم پلٹائے جاؤگے بعض علماء کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گا سوائے اللہ کی ذات کے۔ اور اللہ کے سوا کہتے ہیں کہ آٹھ چیزیں اور بھی ہیں جس میں اللہ کا عرش اور کرسی، بہشت اور دوزخ، ارواح اور صور ، لوحِ محفوظ اور قلم بہرحال تو آخر میں جو بات ہے وہ یہ کہ میں اور آپ اپنی حیثیت کا ادراک کریں ایک اللہ کی بندگی کریں اور اسی بندگی کی دعوت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اسی کی دعوت محمد ﷺ اہل مکہ کو دے رہے تھے تو اسی کی دعوت مجھے اور آپ کو اپنے گھروں میں دینے کی ضرورت ہے تو آئیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بن کر محمد ﷺ کی طرح بن کر کفر کے ایوانوں کو لرزا دیں اور کفر کے جو دربار ہیں اس میں اللہ کا پیغام پہنچائیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا کریں اللہ تعالیٰ مجھ سے اور آپ سے راضی ہو اور بہترین عمل کرنے والا بنائے وہ عمل جو اللہ کو پسند ہے اور وہ عمل جو اللہ کے ہاں مقبول ہے اور وہ عمل جس کا بدلہ صبر کرنے والوں کو ملے گا تو اللہ واقعی ہم سب کو صبر دے دے ایسا صبر جو وسیع معنوں میں قرآن میں استعمال ہوا ہے تو ہم اتنا صبرکریں کہ حرام کی شکل میں چیزیں کتنی خوبصورت میرے اور آپ کے سامنے کیوں نہ ہو منہ میں پانی نہ آئے آنکھ اٹھا کر اس طرف دیکھیں بھی نہ اور بس جو کچھ ہمارے پاس ہے

اس پر الحمدللہ اور بڑے ایک وقار کے ساتھ شان و شوکت کے ساتھ ایک بڑی عظمت کے ساتھ یہ نہیں کہ بیچارے بن کر اسلام پر عمل کریں کہ لوگ ہم پہ ترس کھائیں کہ یہ بیچارے کرائے کے گھر میں ابھی تک بلکہ دوسرے جو سود پر گھر لے رہے ہیں تو وہ بیچارے ہیں کہ آپ بیچارے ہیں یا ہم بیچارے ہیں اصل بات یہ ہے کہ صبر ہوگا تو یہ صبر بڑے نصیب والوں کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان میں شامل کر لیں۔ آمین **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ**